

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

جملہ الحسنین

(مصنف)

حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشو صاحب قلم

(باہتمام)

اراکین دیندار خرم خانقاہ سرور عالم جلالت گرو شرم
آصف نگر، جیڈرکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قیمت دو روپیہ

بار اول (۵۰۰)

انتساب

مرحومہ رقیہ خاتون زوجہ ابو نعیم مرصع صاحب جاہ و بساط میں ایک نیک خاتون تھیں آپ نے
 وطن میسر سے آکر خانقاہ سرور عالم ہی میں کونت اختیار کر لی تھی اور کبھی یہ خیال نہ کیا
 کہ خانقاہ سے وطن واپس جائیں، دینی علوم کے حصول میں حاصل نہ کیا تھا
 اور خانقاہ کی دیگر خواتین میں یہ امتیاز تھا کہ آپ دینی مسائل
 دوسروں کی بہ نسبت زیادہ جانتی تھیں اور اس خانقاہ نے
 اس کتاب کی طباعت کے لئے کافی امداد کی تھی
 اس لئے مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے
 ان کے نام اس کتاب کا انتساب
 کیا جاتا ہے

حم

بنام آنکه نام اوست اللہ و بشان خود بگفتہ قل هو اللہ
 میں اس کتاب کو اس کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کا نام اللہ ہے اس
 نے رات اور دن بنائے اس نے ظلمت اور نور پیدا کئے وہی ابلیس اور فرشتہ کو
 ظہور میں لایا۔ اس نے ہی انسان میں نور ایمان کو ودیعت کر دی اس نے ہماری روحانی
 ارتقاء کیلئے موت اور حیات کا امتحان رکھا یہ کفر و اسلام دو متضاد قوتیں ہیں جو ایک
 دوسرے کے بالمقابل ہیں درحقیقت یہ دونوں ذات واجب الوجود کے غیبی شہاد
 کی تفسیریں ہیں۔ وہ اول ہے وہ آخر ہے۔ وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے اس کا غیر کوئی
 نہیں بعدت اور قربت اس کے پاس یکساں ہے۔ وہ سب ہے اسی میں سب جلوہ گر
 ہیں ہمایہ اور ہفتین سب اس کے راستہ پر ہیں۔ تفریق اس کے چین کی بہار ہے۔

وحدت اس کے بند بجمت کا پھل ہے۔ حشر و نشر اسکی ربوبیت کا راز ہے۔ جب تک وہ واجب الوجود اپنے بندوں میں صفات سے رو نما ہوتا رہا اس کے بندوں نے اسکی وفات کی نسبت یہ تصور باندھا کہ ”بنام آنکہ اونا نے ندار و بہر نامے ک خوانی مہر کردہ“ نقرار ہند نے اس حقیقت کا انکشاف اس طرح کیا ہے۔

خدا نہ لکڑی میں ملتا ہے نہ پتھروں	ہندوئی مذہب کی جڑیں
میں نہ مٹی کے اجسام میں صرف	ہندوئی مذہب کی جڑیں
اندازہ سے ہی خدا ملتا ہے جس	ہندوئی مذہب کی جڑیں
طرح ان اندازہ لگاتا ہے اُسی	ہندوئی مذہب کی جڑیں
اندازہ سے وہ ملتا ہے۔	(۳) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹)

نعت

لاکھ لاکھ درود اس منظر اتم پر جو باعث ایجاد عالم ہے۔ رحمت تعالٰیٰ ہے
حق سبحانہ و تعالیٰ اور کل ملائکہ کل موزن سلمانان عالم سے ان گنت درود حاصل
کرنے کیوجہ وہ محکم ہے اللہ کی تعریف کرنے میں کل انبیاء پرست یحجانے کیوجہ

۳
 سے وہ احمد ہے۔ مَایُتِدِیْ اَبَا طَلٍّ وَصَایِعُتِلْہَا تَصَرَّفَ بِہٖ اَنْدَر رُکھنِہٖ مَالَا
 ہونیکی وجہ سے وہ ماحی ہے۔ حشر کے دن تمام انبیاء کو اپنے جھنڈے کے نیچے پناہ
 دینے والا ہونے کی وجہ سے مَاحِشَر ہے۔ انبیاء کے دین و ایمان کی تکمیل کروانے
 کیوجہ سے مَاقَب ہے۔ آپ ہی عالم ماسوت کی وحدت قائم کر کے آدم بنے آپ
 نے ہی عالم ملکوت کی وحدت قائم کر کے اِنَّكَ لَعَلٰی خَلْقٌ عَظِیْمٌ کا خطاب پایا۔ آپ
 ہی عالم جبروت کی وحدت قائم کر کے خاتم النبیین بنے۔ اِنَّ اللّٰهَ ذَمَلَعٰ کَتَبَہٗ
 یُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا
 اس علم خمیت سے جاہل رہ کر حضرت یوسف علیہ السلام کی امت نے یوسف علیہ السلام
 کی نسبت کہا کہ کَفٰی یَنْبَغُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِہٖ رَہْمٰنٌ کَلَّا۔ یعنی یوسف علیہ السلام ہی
 خاتم النبیین ہیں۔ ہندوستان کے بڑے اوتار سری کرشن جی کی وفات کے بعد ان کے
 خلیفہ ویاس جی نے بھی وہی جہالت کی جو یوسف علیہ السلام کی امت نے کی تھی
 انہوں نے کہا کہ کَشِیْشَوَاتْ پَرَمَہٗ مَا شَتِیْ یعنی کیشو کے بعد اللہ کسی اوتار کو نہیں
 پیدا کرے گا۔ انہوں نے اس جہالت کی یہ سزا پائی کہ ان کا ہاتھ فالج مار کر گر گیا (جبروت)

میں پھوٹ ہو گئی، ان کے خواب میں خود سری کرشن جی پہونچکر ”اھم کتر تاجگت
کتر تاجھیشوئر“ مجھ کو بنا میوالا اور جگت کو بنا میوالا یا باعث ایجاد عالم رب العالمین
کے منظر رحمت للعالمین ہیں۔ فقراء ہند اس وحدت کی طرف اشارہ کر کے یوں کہتے ہیں۔

جو شخص شانتی (اسلام) میں داخل	యమైకాకాదియమ
ہو کر میری قدر ویسی کرے جیسی وہ اپنی	యమైకాకాదియమ
قدر کرتا ہے تو وہ ضرور روح اعظم بن جائیگا	యమైకాకాదియమ
اور وحدت الوجود کی ذات میں فنا	యమైకాకాదియమ
ہو کر کامل برہم بن جائے گا۔	యమైకాకాదియమ

ذات واجب الوجود کے متعلق فقراء ہند یہ کہتے ہیں

برہم بذات خود اطمینان ہے وہ جنت	యమైకాకాదియమ
علیین ہے۔ وہ کامل عرفان کی صورت ہے	యమైకాకాదియమ
وہ وحدت الوجود ہے وہ انلاک کی	యమైకాకాదియమ
طرح گھیرا ہوا ہے۔ وہ تو ہے کائنات کا	యమైకాకాదియమ

ایک وہ اور دائمی ہے وہ بے عیب
 قائم ہے۔ شاہد کل شیء ہے۔
 اندازہ سے دور ہے۔ تین صفتوں سے
 مبرا ہے۔ اے سچے ہادی تیری اطاعت
 کرتا ہوں میں۔

آیت کریمہ

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ
 اس کو کوئی آنکھ دیکھ نہیں سکتی اور وہ آنکھوں
 دیکھتا۔ اور وہ لطیف اور خبیر اور (مخبر) تو دیکھتا
 يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ
 ان لوگوں کو نظر کرتے ہیں تیری طرف اور وہ سمجھتے نہیں دیکھ رہے

در بیان عناصر

کدھ

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰)

جاننا چاہئے کہ فقراء ہند کے پاس پانچ عناصر ہیں۔ اور فقراء اسلام کے پاس چار اسکی وجہ یہ ہے کہ فقراء اسلام کے پاس خلا یا آسمان حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم رہنے کی وجہ سے تعظیماً باد و آتش آب و خاک سے علیحدہ کر دیا ہے۔

فقراء ہند عناصر کو بھوت کہتے ہیں وہ پانچ بھوت ان کے پاس یہ ہیں۔

(۱) آکاش (۲) دایو (۳) اگنی (۴) مٹی (۵) پرتھوی۔

ان پانچ عناصر کے مقامات انسانی جسم میں ایسی طرح ہیں جس طرح کائنات میں طبق طبق ہیں۔



نقراء ہند اس ٹکلیں اسطرح بیان کرتے ہیں

روح

پانچ عناصر سے ملی ہوئی ہے پہلا عنصر خلا ہے

خلا کے بعد ہوا۔ ہوا کے بعد آگ اور

آگ کے بعد پانی۔ اس کے بعد

زمین بنی زمین سے نباتات بنے

اور ان نباتات سے غذا بنی۔ غذا

سے خون بنا (حیوانات بنے) ان حیوانوں

کے بعد انسان جو پہلے تھا وہ آیا۔

آدم کی خلقت بحیثیت روح ابتدا میں تھی وہی تخلیق کائنات کا باعث

ہوا خود کو ایک زمانہ تک کائنات میں غائب رکھا اور بصورت پہل پھر وہ

روح جو انسان کھلاتی تھی جسم لیکر شہادت میں آئی۔ روح انظم کو نقراء ہند تعنا

کہتے ہیں۔ اور ابو المارواج کو مصاپشس۔ یا کارن کا یا کہتے ہیں۔ اس کا ذکر

بیان روح میں آئے گا۔

فقراء ہند مرتبہ صدیقیت کو ہما تما اور اللہ کو پرماتما کہتے ہیں۔ وہ وحقیقت
 وحدت کا مقام ہے جسکو ادویت بھی کہتے ہیں۔ جو ابوالارواح یا روح الارواح ہے
 چونکہ فقراء ہند کے پاس احدیت کا مقام جو ذات اللہ ہے مفقود ہے اس کو اشارۃً
 پریم پر اوستو کہہ کر خاموش ہو گئے۔ یعنی اوپر سے اوپر ہستی جہاں عقل حیران ہے۔

پانچ عناصر کے تعینات (۱۰)

فقراء ہند عناصر کے تعینات کو مٹرے کہتے ہیں وہ یہ ہیں

آواز۔ احساس۔ رنگ۔ کھ۔ کھ۔ کھ۔ کھ۔ کھ۔
 سیالی۔ بو۔

آواز آسمان میں ہے۔ احساس ہوا میں ہے۔ رنگ آگ میں ہے۔ سیالی

پانی میں ہے۔ بوزمین میں ہے۔

۱۔ خلاصہ آواز کا حامل ہے۔

۲۔ ہوا میں۔ آواز ہے احساس ہے۔

۱۱
۳. آگ میں۔ آواز ہے۔ احساس ہے۔ رنگ ہے۔

۴۔ پانی میں۔ آواز ہے۔ احساس ہے۔ رنگ ہے۔ سیّانی ہے۔

۵. زمین میں۔ آواز ہے۔ احساس ہے۔ رنگ ہے۔ سیالی ہے۔ بو ہے۔

فقراء ہندوؤں کو دھرتی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں سب کو بیکری کی خاصیت ہے۔ انسان کے مٹی سے بننے میں یہی اشارہ ہے۔

حواس خمسہ ظاہری (کائنات) - (کائنات)

பிரதம அமைச்சர் - சாம - சாம

ಬಾಸ್ರಾ-೪- ذائقہ - ಸಮೃದ್ಧಿ. ಸಮೃದ್ಧಿ

ಶಾಂತ್ರಿ | ಸಹಸ್ರಲಕ್ಷ.

حواس خمسہ باطنی चंष्ट कण्ठजम्बु

అరాధ-عقل-فكر- | సున. యద్ధి. బీ.త్య.

انانیت۔ التفات۔

جسم انسان میں پانچ حواس ظاہری کے تعلقات

زمین کا تعلق ناک اور مقعد سے ہے۔ پانی کا تعلق زبان اور شرمگاہ سے ہے۔
اور آگ کا تعلق آنکھ اور ناف سے ہے۔ ہوا کا تعلق چمڑا اور سینہ سے ہے۔
خلا کا تعلق کان سے ہے۔

سات مقامات .

گوندھن .	مقام مقعد -
نارنگھن .	مقام شرمگاہ -
پانی .	مقام ناک -
پانی .	مقام سینہ -
پانی .	مقام حلق -
پانی .	مقام درمیان ابرو -
پانی .	مقام تالو -

فقراء بند نے ہر مقام کا ایک ایک پوچھا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔
مقعد - گینتی۔ ناک کی جگہ برہم۔ ناف کی جگہ دشنو۔ سینہ کی جگہ شیوا۔ حلق کی جگہ
سدیشو۔ درمیان ابرو گرد۔ ادرتالو کی جگہ پر برہم۔ پر ناتما۔ پرسوا۔ پریشور۔

فقراء ہندسات چکر کے قائل ہیں

سبع درجات مراتب اذکار . رکھ رکھ رکھ

فقراء اسلام ان چکروں کی جگہ اذکار مراتب عالم بتائے ہیں۔

رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ

مراتب درجات - اذکار مقام مقصد -

رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ

مرتبہ نفس - عالم شہادت اذکار جلی - لنگ

رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ

مرتبہ قلب - عالم اشغال - اذکار قلبی - ناف

رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ

مرتبہ روح - واحدیت - اذکار روحی - سینہ

رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ

مرتبہ نور - وحدت - اذکار ستری - حلق -

رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ

مرتبہ ذات - احدیت - اذکار خفی - دریاں ابرو

رکھ رکھ رکھ رکھ رکھ

گنج خفی - نکتہ - ہویت - تالو -

فقراء ہند ان سات مقامات کو تین لنگ میں تقسیم کئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

نفس امارہ - نفس لواہ - ۴۵۴ ۴۵۴ ۴۵۴ ۴۵۴

۴۵۴ ۴۵۴ ۴۵۴ ۴۵۴

نفس مطمئنہ

فقراء ہند نے ان تین لنگوں کے نفسوں میں ہر ایک کے دو دو تقسیم کیا ہیں

۱۰۸ { ۱۰۸ ک ۱۰۸
۱۰۸ { ۱۰۸ ۱۰۸

نفسِ انانیہ { شریعت
طریقت

۱۰۸ { ۱۰۸ ک ۱۰۸
۱۰۸ { ۱۰۸ ۱۰۸

نفسِ تعالیٰ { معرفت
حقیقت

۱۰۸ { ۱۰۸ ک ۱۰۸
۱۰۸ { ۱۰۸ ۱۰۸

نفسِ مطمئنہ { فیض و برکات
ہویت

خمس وجود و عالم

۱۰۸ ک ۱۰۸

عالمِ ماسوت - ممکن الوجود

۱۰۸ ک ۱۰۸

عالمِ ملکوت - ممتنع الوجود

۱۰۸ ک ۱۰۸

عالمِ جبروت - عارف الوجود

۱۰۸ ک ۱۰۸

عالمِ لاحوت - وحدت الوجود

۱۰۸ ک ۱۰۸

عالمِ باہوت - واجب الوجود

الوان پانچ عناصر . ६१६ کی ۱۶۱۶

خلا کا رنگ نیلا۔ ہوا کا رنگ سبز۔ آگ کا رنگ کالا۔ پانی کا رنگ لال۔
مٹی کا رنگ پیلا۔

زمین سے جب درخت نکلتا ہے پیلا رہتا ہے۔ ہوا لگ کر سبز ہوتا ہے۔
اس کو جلا دو کالا ہوتا ہے۔ پانی سے کوئی شے بار بار دھوئی جائے لال ہو جاتی ہے
پنچ کرنا (حواس خمسہ باطنی) عبارات . ۶۱۶ کی ۱۶۱۶

۱۔ چت (فکر) اس کی عبارت بقراری ہے۔ جب بقراری دفن ہو جائے تو یہ
بھی مر جاتی ہے۔

۲۔ بدھی (عقل) اس کی عبارت خیر طلبی اور شر سے گریز ہے حصول مطلب ختم ہو جاتی ہے
یا یہ کہو اطمینان وہ حقیقی اطمینان اسی وقت حاصل ہوتا ہے جہاں عقل کی پرواز
ختم ہو جائے۔ یا یہ کہو عقل کی پرواز کے خاتمہ میں اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ من (ارادہ) اس کی عبارت دل ہے۔ اس کے دو تقسیم ہیں۔ خودی یعنی منکلیپ
اور بے خودی یعنی وکلپ۔ انسان جب مرید ہو جاتا ہے۔ یعنی جاہل اور جسم کو بے شکستہ

والی طاقت یعنی ارادہ مرشد کے حوالے کر دیتا ہے جسکو بخود ہی کہتے ہیں۔ یہیں سے خدا کا ظہور شروع ہوتا ہے۔ یعنی روحانیت اور نور کا سامان شروع ہوتا ہے۔ مرید نہ ہو بلکہ خود مراد ہو وہ حامل وحی ہوتا ہے۔ اسکو بھی اس مقام سے گذرنا پڑتا ہے۔ یعنی اپنے ارادہ کو اللہ کے ارادہ میں ضم کرنا پڑتا ہے۔

م۔ ابنکار (انیت) نقرہ ہند اسکو پر ماتما کا مقام کہتے ہیں اسی کو انانیت کا حق حاصل ہے۔ یہ وجہ اپنے طرف سے چیزوں کو نسبت دینے والا ہوتا ہے جب یہ مایہ سے نسبت کرتا ہے تو اس کو مشق کہتے ہیں۔ ابنکار تین قسم کے ہیں (۱) ساتوک (۲) رجو (۳) کو۔ ساتوک یعنی گیان سوروپ (مقام معرفت) اس کو مایہ سے تعلق ہے وہ ہوتا ہے جو کہ وہ میں ہوں۔ یہ مرتبہ احاطہ کل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
وہو بکی شئی مغلوط یعنی وہ ہر چیز کو گھرا ہوا ہے۔ اھوالا ولی والاخر والظاہر والباطن یعنی وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے۔ رجو و طاقت ہر جو درمیانی ہے۔ اسکی نظریوں پر ہوتی ہے۔ وہ کہتی ہے۔ میں عنصر سے منزہ ہوں جسم مجھ سے مناسبت نہیں رکھتا۔

۱۷
کیشِ کَمَثَلِہِ شَیْءٌ۔ کوئی چیز اس کے مانند نہیں وَاللّٰهُ عَزَّیْزٌ عَلَیْمٌ
اللہ بے نیاز ہے لاپرواہ ہے عالموں سے۔

تمودہ طاقت ہے جو دنیا میں درجہ ادنیٰ پر نظر آتی ہے۔ وہ مرتبہ عبودیت میں ہے وہ انت کیوجہ سے نزدوں میں ہے یہہ طاقت نادانی جھل وغفلت کو نسبت لگاتی ہے۔ ہویت کی نظر کو محسوس کر کے میں اور تو کہتی ہے۔ اس طرح وہ یگانگی سے دور پڑی ہوئی ہے۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ یعنی کھدو اے محمد میں تمہارے جیسا ایک بشر ہوں۔ اس میں حقیت نے جب وجود کی خواہش کی تو پڑتا کے ارادہ سے آتما بنا جب قید زیادہ بڑھ گئی تو انکار آیا جب دو سہرے کا قید اس پر زیادہ ہو گیا تو مہا آنت یعنی عقل کل کا نام پایا۔ یہہ سنکپ سے یعنی خودی سے ہوا۔ اس سے پانچ گنا ان اندریاں بنیں اور اسی خودی سے پانچ کرم اندریاں نہیں وہ پانچ کرم اندریاں یہہ ہیں۔ داک۔ پانی۔ پاد۔ پا۔ے۔ آپستے۔

<p> वाक्य. प्र. म. द प्र. म. द. </p>	<p> گویائی۔ ہاتھ پاؤں کا کام۔ پیشاب اور پانچخانہ کا عمل </p>
---	---

یہ کرم اندریان (حواس کبھی) اعضاء اور اجساد سے بنے ہیں۔ دانگ بات کرنا۔

وہ عمل ہے جو مافی الضمیر کو الفاظ کے سانچوں میں ڈھال کر ہوا کے بہروں سے
سننے والے کے کانوں تک پہنچاتا ہے۔ پانی دستی مشاغل یہ وہ کسب ہے جس
بات کا انسان ارادہ کرتا اس کو ہیت کذائی کا تغیر و تبدل ایجاد و اعادہ اشیاء
کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ پاد یہ وہ مرکب ہے جو ارادہ کا غلام بنا ہوا ہر حرکت
کیلئے تیار ہو کر منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ پائے یہ وہ عمل ہے جس کا اخراجی عمل
سے تعلق ہے اس پر انسان کی صحت کا دار و مدار ہے۔ گنتی دروازہ رکھ والی ہے
پہلے اس کی پوجا ہوتی ہے۔ ورنہ تمام دن کی زندگی بے لطف ہے۔ اوپے
اس اندری کا عمل بھی اخراجی ہے اس کے عمل کو بھی صحت میں بڑا دخل ہے۔
اس راستہ سے ہی برہم کی کائنات کا ظہور ہوتا ہے۔ ان اندریوں کو کرم اندریان
اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان پر انسان کے ظاہرہ کرم کا دار و مدار ہے۔

آیۃ کریمہؐ۔ وَمَا تَكُونُوا فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْ قُرْآنٍ وَلَا
تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ۔ تم کسی

شان میں نہیں ہوتے اور تم قرآن سے کچھ نہیں پڑھتے اور تم کسی کام سے کوئی کام نہیں کرتے بلکہ ہم تم پر گواہ رہتے ہیں جب تم اس میں لگے رہتے ہو۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔ انسان جو کرتا ہے اس کا پھل پاتا ہے۔ کرم کے پھل پانے کیلئے انسان پیدا ہوا ہے۔ درخت اور جنت اسی کے لئے ہے۔ اس کرم (کسب، کو اللہ تعالیٰ اس وجہ سے رکھتا ہے کہ تاکہ وہ اللہ کے کام کی معرفت حاصل کرے اللہ کام اسی انسان میں ہو کر کرتا ہے۔ جس کا عالم کسب بند ہو گیا ہے۔ آیہ کریمہ اَتَعْلَمُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ وہ رفیع الدرجات انسان کے عمل صالح کی وجہ سے اسکو اٹھا لیتا ہے۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنْ أَجَلَ اللَّهُ لُحُلًا لِّقَاءِ اللَّهِ۔ اسیکو نصیب ہوتا ہے جو مرنے کے آگے مر جائے۔

در بیان خلا (آکاش)

خلایں آواز ہے۔ آواز جس کا نفخ رحمان ہے۔ بحجت ایجاد لفظ کن سے ظاہر ہوئی۔ فقراء ہند اس آواز کو ناد کہتے ہیں۔ اس ناد کو سرسوتی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ ناد سے آوازیں سینکڑوں کی تعداد میں پیدا ہوئیں فقراء اسلام نے

اس کے متعلق لکھا ہے۔ ”ہمہ عالم صدائے نغمہ اوست“ کہ شنید این چنین صدا دراز۔ تاد کو فقرا ہند نے تین حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) اناہست۔ یہ آواز ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ فقراء اسلام اس آواز کو آواز مطلق کہتے ہیں اور اسکو سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں۔ اور یہ قدیم ہے۔ ابتداء میں کلام تھا اس کلام نے جسم اختیار کیا۔ یہ کائنات عالم کل کلام (کن) سے بنا ہے۔ آیہ کریمہ

فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصَرُونَ وَمَا لَا تُبْصَرُونَ إِلَّا أَنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولِ كَرِيمٍ	تم کھانا ہوں میں ان چیزوں کی جو تم دیکھتے ہو اور جو تم نہیں دیکھتے تحقیق وہ رسول کریم کا قول ہے۔
--	--

احساس جہا آکاش کو اس سے نسبت ہے۔ اب تک کسی نے اس آواز کا پتہ نہیں لگایا یہ آواز روح کے پیدا کرنے کے اسباب میں گم ہے۔

(۲) ہست۔ یہ وہ آواز ہے جو ایک چیز کو دوسری چیز سے مارنے کی قوت نکلتی ہے۔ اس آواز میں بھی جب یہ مجموعی صورت اختیار کرتی ہے تو وہ آدم

(۳) شبُل - یہ آواز انفاط کی نسبت سے ظاہر ہوتی ہے۔ فقرا ہند شبُل کو سرتوتی سے نسبت کرتے ہیں۔ صوفیاء اسلام اسکو اسمِ اعظم کہتے ہیں۔ اور کلمہ بھی کہتے ہیں۔ فقرا ہند اس آواز کو وید مکھ بھی کہتے ہیں۔ اور یہ تین صفتوں سے متصف ہے جبکو فتحِ ضمہ کہہ کہتے ہیں۔ فقرا ہند اسکو اکار۔ اوکار۔ مکار کہتے ہیں اس کے مجموعہ کو اونکار کہتے ہیں۔ فقرا ہند اس کے اوپر کے مقام کو بند اور اس کے اوپر کے مقام کو کر کے کہتے ہیں۔ فقرا اسلام اسکو کلمہ کلام نور کہتے ہیں۔

آیہ کریمہ

اَللّٰہِ یَعْدُ کَلِمَةُ الطَّیِّبِ ۝ اسی کی طرف چڑھتے ہیں کلمہ پاک
کَلِمَةُ طَیِّبَةٍ کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا کلمہ پاک مانند شجرہ پاک کے ہے اسکی جڑ

ثَابِتٌ وَفَرُوعُهُا فِي السَّمَاءِ ۝^{۲۲} مضبوط ہے اور اسکی شاخیں آسمان میں ہیں۔

در بیان باود (واپو) م لکھ ۵۵

انسان کے جسم میں جو ہوا حرکت کرتی ہو اس کے پانچ مقامات ہیں۔

روح پرور۔ تنفس۔ تسویہ۔ نکاحہ کھ۔ نکاحہ کھ۔ نکاحہ کھ۔

ممدودہ۔ یخ۔ نکاحہ کھ۔ نکاحہ کھ۔

اُدَّان۔ وہ ہوا ہے جو خلق سے اُمِّ اللہ صاع تک پہنچتی ہے۔ یعنی یہ۔

ہوا دماغ کی جڑ تک پہنچتی ہے۔ خواہین دکہاتی ہے۔ جس انسان کا تزکیہ نفس

ہوتا ہے اسکو بھی ہوا روایے صالحہ اور مکاشفات دکہاتی ہے۔

پِرَّان۔ وہ ہوا ہے جو دم لینے میں آتی اور جاتی ہے۔ یہ زندگی کا یقین دلاتی

ہے یہ اس بات کا اشارہ کر رہی ہے کہ زندگی حق اللہ میں ہے۔

سَمَّان۔ وہ ہوا ہے جو ناف میں حرکت کرتی ہے اور وہ غذا کے جوہر کو تمام

جسم میں پھیلانے کا باعث ہوتی ہے۔ ناف سے دشمنو کا نکلنا انتظام کی طرف اشارہ

کر رہا ہے۔

وِیَآن وہ ہوا ہے۔ جو ہر چوڑیں رہتی ہے۔ انسان کے جسم کے مختلف عالموں کا جوڑ باندھتی ہے۔ ایک دوسرے کے متعلق عبارت کو صاف کرتی ہے اسکو سندھی یار کوع کھاجاتا ہے۔ اس سے اللہ کی فعلی کتاب اور فوکی کتاب کی تلبیق ظاہر ہوتی ہے۔

آچان وہ ہوا ہے جو نیچے سے خارج ہوتی ہے۔ اسکو فقرا اسلام یج کہتے ہیں۔ اس یج کے بند کرنے میں روح کی طاقت بڑھتی ہے۔ باد صوبہ کام جاندار ہوتا ہے شاندار ہوتا ہے یہہ ہوا عضو مخصوص کو گھیری ہوئی ہوتی ہے۔ اس ہوا کا مَحْلا بالطبع سیر تہجد کی نماز میں خصوص لمبے سجدوں میں ہوتا ہے۔ روحانی اور جسمانی صحت کیلئے تہجد کی نماز اسی وجہ سے زیادہ مفید ثابت ہوئی۔ فقرا ہند کے پاس سات دوزخوں کے مقامات نام سے شروع ہو کر مقعد پر ختم ہوتے ہیں۔ ان دوزخوں میں انقلاب پیدا کر نیوالی شئی وہ نماز تہجد ہے۔

در بیان آتش (اگنی) ۲۴

۵۸۲.

فقراء ہند کے پاس آگ ایک دیوتا ہے۔ جس کے ورثین سے اللہ کی معارف
 پیدا ہوتی ہے۔ دیدوں میں اس کے پوجے کا بہت ذکر ہے۔ فقراء ہند نے
 اس کو اس قدر پسند کیا کہ مرنیکے بعد اپنے تمیزوں عناصر کو اس میں جسم
 کر دیتے ہیں۔ یہ ہر غصہ تمام جسم میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کا خاتمہ ہر جاندار کا خاتمہ ہے۔
 جسم انسان میں اس کے مخصوص مقامات درہیں۔ ایک ناف دوسرا آنکھیں چونکہ ہر
 چیز کی حقیقت یا جوہر آگ میں تپانے کے بعد ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے یہ ہر غصہ
 جب تک جسم میں ہے تب تک ہر اندرونی طاقت خواہ سا توک ہو یا رجویا تم ہو وہ
 انسان کی آنکھ سے ظاہر کرتی ہے۔ فقراء اسلام آنکھ کو مقام جبریل بتایا ہے۔
 فقراء ہند گن ہوں کے زمانہ کو اللہ کے نیند سے تعبیر کرتے ہیں۔ اللہ کا آنکھ کا کھولنا
 جو اَوْھُو اَقْرَبْ سے ظاہر ہے قیامت کا برپا ہونا ہے۔ جبریل کے وسیلہ
 سے اللہ اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اسی وسیلہ سے بدوں کو تباہ
 و برباد کرتا ہے۔

دربیان آب (جل) (۵۰)

فقرا ہند کے پاس پانی کا دیوتا برہم ہے۔ اس کے دو مقامات ہیں ایک عضو مخصوص دوسرا زبان۔ یہ بلا بدل سرسٹھی کرتا ہے۔ سرستوتی اس کی جو رو ہے۔ جو علم کی دیوی ہے۔ فقرا اسلام اس طاقت کو روحانی طاقت کہتے ہیں۔

الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

انسان پیدا کیا اور اسکو بونا سکھایا۔

اَوْ كَصَيْبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيْهِ
ظُلُمٰتٌ وَّ سَعٰدٍ وَّ بَرْقٍ

وحی کی مثال مانند بارش کے ہے جو آسمان سے آتی ہے اس میں اندھیرا ہے اور رعد ہے اور بجلی ہے۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَاصْبٰ
بِهَ الْاَرْضَ فَبَعَثَ فِیْهَا

اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا پس اس زمین کے مرنیکے بعد زندہ کیا (یہی حال وحی کا ہے)

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَیٍّ ط
اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ

اور ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا۔ کیا وہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

پانی کا مقام بدن میں دو جگہ ہے ایک زبان دوسرا عضو مخصوص۔ پانی سے ہر چیز زندہ ہے۔ یہی عنصر ہر چیز کے پہلے پھولنے کا باعث ہوا کرتا ہے اسکی روحانی حقیقت یہ ہے کہ وحی سے جنت کے باغات ہیں جس میں ہر قسم کا میوہ اور سبزی ہے، اسی سے نور ہوتی ہے۔

در بیان خاک (پر تہوی) ۵۵

فقر، ہند کے پاس خاک کا دیوتا۔ گنتی ہے۔ اس کے مقامات دو ہیں ایک مقعد دوسرا ناک۔ یہ مٹی بصورت آتش جب مصدر سے جدا ہوئی بصورت تیل رہی اس پر جب پانی مسلسل پڑتا رہا سختی پیدا ہونے لگی پہاڑ بنے ندی نالے بنے نباتات کا ظہور ہوا۔ حیوانات پیدا ہوئے۔ بعد آخری مرحلہ میں حضرت انسان کا ظہور ہوا۔ یہ انسان کو بصورت حیوانات دنیا میں آیا۔ اِلَّا اَنْتُمْ اَمْثَلُكُمْ کی صورت میں نظر آ رہا ہے۔ یہ نچتہ مٹی سے ہے۔ اور خلاصہ کائنات ہے۔ نچتہ مٹی سے ہونیکی وجہ سے نچتہ چیزیں کھاتا ہے۔ گرم پانی نہاتا ہے۔ خلاصہ کائنات ہونیکی وجہ سے خلیفۃ اللہ ہے خلیفہ بانی کا انجس ہوا کرتا ہے۔ گو یہ حیوانوں میں مشترک ہے۔ مگر جنس علیحدہ ہے۔ عَوَائِمُ کَالْاَنْعَامِ میں جب رسول آتا ہے گودہ بحیثیت کلی روح رہتا ہے۔ اپنی

قوم سے کہتا ہے۔ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ خُذُوا مِنِّي يٰٓعِيسٰى كِرٰى (مٹی کے جلے ہوئے برتن کا ٹکڑا) کبھی مٹی میں نہیں لٹکا گو وہ ہزار ہا برس اس میں دبی ہوئی کیونٹ پڑی ہو۔ اور کل کبھی جز نہیں بنتا گو وہ کیسے ہی کبیرہ گناہ کیوں نہ کرے۔ ٹھیکری انتہا درجہ میں پس جائے حتیٰ کہ وہ انتہا میں اپنی صورت بالکل گم کر لے تو اس کا خاک بنا آخری نتیجہ ہے۔ اس طرح انسان میں کوئی نیکی نہ ہو انتہا درجہ کا پانی چنڈال مر جائے حتیٰ کہ انسانیت باقی نہ ہو وہ جہاں سے آیا تھا وہاں چلے جانا اسکی فطرت ہے۔ مکان کے جرے سے اکھڑ کر پارہ پارہ ہو جانے کے بعد اس کے کسی جز کو مکان نہیں کھا جائے گا۔ مکان چند اجزاء کے اجتماعی صورت کا نام ہے وہ ایک کیفیت اشتراک اجزاء ہے اسی طرح حیوانات و نباتات عمارات کے اجتماعی حیثیت کا نام انسان ہے۔ وہ بڑھنے کیلئے آیا ہے اس وجہ سے اس خاک کے پتلے کے پیچھے شیطان لگا ہوا ہے۔ وہ ناری ہے۔ اس کی صفت خاک کو دوسری صفتوں پر غالب ہونے دینے سے روکتا رہتا ہے غاک ہر زمانہ میں اولیاء اللہ سے اپنے قدر کے موافق فیض پاتا رہتا ہے وہ کل طینی طبیعت والے ہوتے ہیں۔ اس وقت یہ آتش صفت کا مغلوب انسان اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ کے جرم کا ترکب ہوتا رہتا ہے۔

معراج (۱) وکالت

جس طرح کائنات عالم میں صرف سات رنگ ہیں اسی طرح کائنات عالم میں صرف پانچ عناصر ہیں۔ ان سات رنگوں کے مختلف مقداروں کے ملاپ سے ہزار ہا رنگ ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح پانچ عناصروں کے قلت و کثرت کے ملاپ سے چوراسی لاکھ صفات ظاہر ہوتے ہیں۔ ان پانچ عناصروں سے پیدا شدہ پچیس صفات صفاتِ اعظم ہیں۔ جس طرح سات رنگوں کے ملاپ سے سفید رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح ان چوراسی لاکھ صفات کے ملاپ سے روح پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح سفید رنگ کا ضد سیاہ ہے۔ اسی طرح روح کا ضد ابلیس ہے۔ جب اللہ نے آدم کا پیکر بنا کر اپنی روح کو اس میں پھونکا۔ تو ابلیس نے سرکشی کی یعنی آدم کے ضد میں آگیا۔ روحانی انسان کے ضد میں آئینوالے جس قدر ہیں وہ ذریت ابلیس ہیں یہہ دہو کہ میں ہیں اور جب یہہ ابلیسی طاقت آگے بڑھ کر دوسروں کو دعوہ کرنے لگتی ہے تو وہ شیطان کھلاتی ہے۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ ان پانچ عناصر میں پانچ صاحبِ اقتدار طاقتیں کام کر رہی ہیں۔ زمین جس کا عمل سمالینا ہے۔ اور جس کی صفت برداشت ہے زمین اس کا مقدر ہے۔ پانی جس کا

رود.

موم. شمس. نیر. گوی. اریز. موم.

تیر. موم. اریز. موم. موم. موم.

موم. موم.

موم. موم. موم. موم. موم. موم.

موم. موم. موم. موم. موم. موم.

فقر اہند نے پانچ عناصر پچیس گن کے متعلق فرماتے ہیں۔ جب یہ گن عروج میں جاتے ہیں تو وہ انسان کو معراج میں لاتے ہیں۔ اور جب یہ گن نزول میں جاتے ہیں تو انسان کو اسفل السافلین میں لے جاتے ہیں۔ یعنی وہ انسان جانوروں سے بدتر ہو جاتا ہے۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَكُلَّمَا رَأَوْا آيَةً كَانُوا فِيهَا كَاذِبِينَ

لَا يَصْبِرُونَ بِهَا وَكُلَّمَا أَذَانُ لَا يَسْمَعُونَ

بِهَا أُولَئِكَ كَانُوا فِيهَا أَصْلًا

انہی میں آئے دیکھتے ہیں۔ اور ان کاں ہیں ان سے نہیں یہ لوگ اندھ پائیہ جانوروں کے ہیں۔ بلکہ ان بھی زیادہ گمراہ۔

آپ کا کریمہ

كَفَدَ خَلْقَنَا إِلَّا نَسَاكَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ | تحقیق ہم نے انسان کو جن کے انتہائی مقام میں
 حَسْرَةً رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ۝۱۰ | پیدا کیا ہے۔ اور پھر اس کو انتہائی پستی میں پھینک دیا ہے۔
 جب انسان اللہ میں ہو کر زندگی نہیں بسر کرتا وہ کالاً نَعَامٍ بَلْ هُمْ ضَلُّوا ہو جاتا ہے
 انسان صرف ایمان کے لحاظ سے حیوانوں سے ممتاز کیا گیا ہے۔ ایمان ہی ہے جو انسان
 میں غنق کی آگ پیدا کرتا ہے۔ وہ آگ پیدا کرتا ہے۔ جو آگ برائیوں کے بیجوں کو جلا
 دیتی ہے۔ جب بیج جل جاتا ہے تو خوشو و نما نہیں پاتا۔

غنق جب نفس میں رہتا ہے۔ انسان کو بے قرار کرتا ہے۔ بے شرم و بے عقل کر دیتا ہے
 غنق جب قلب میں آتا ہے۔ تو دل کو قرار بخشتا ہے۔ شکر گزار ہوتا ہے۔ حقیقی
 علم دیتا ہے۔

غنق جب روح میں آتا ہے تو شہادت دیتا ہے۔ بات پر قائم رہتا ہے۔ عامل بنا تا ہے
 غنق جب تصدیق ارواح میں آتا ہے۔ تو عطا شروع ہو جاتی ہے۔ فیض جاری
 ہوتا ہے۔ قدرت ہاتھ میں آ جاتی ہے۔

عشق جب نور میں آجاتا ہے۔ تو عیان ہو جاتا ہے۔ شایستہ ہو جاتا ہے۔

حقیقی و قیوم میں آجاتا ہے۔

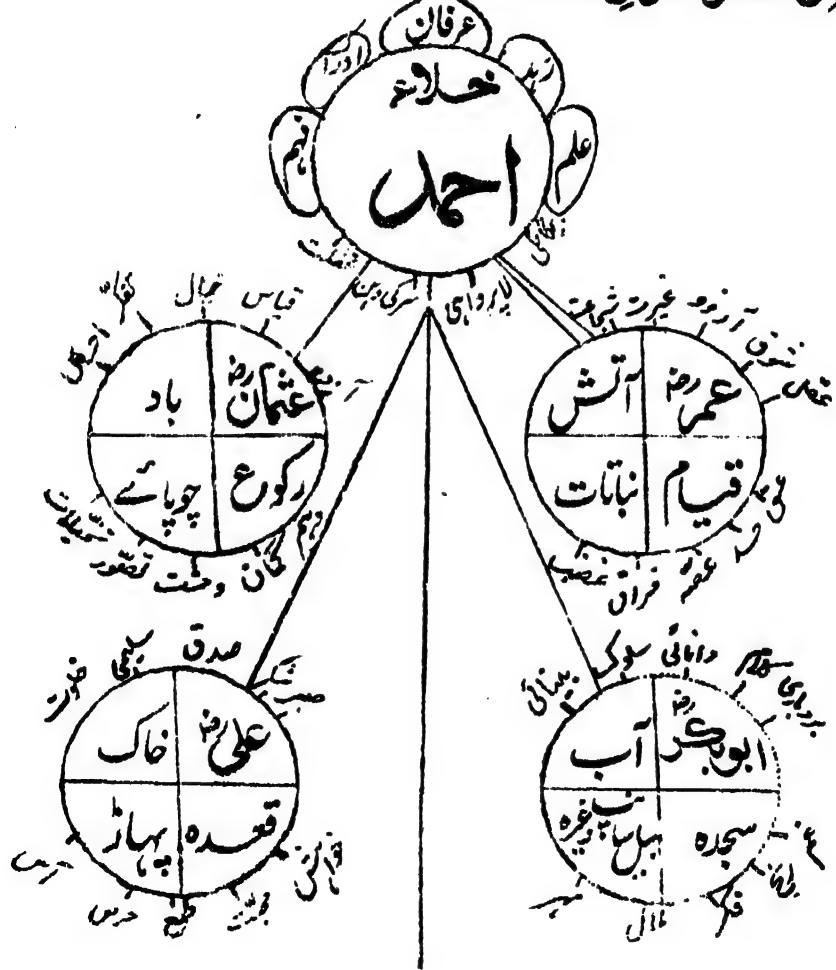
اس مقام میں اس کو مرتبہ احدیت حاصل ہو جاتا ہے یہ مرتبہ فنا ہے ہوتیت ہے اللہ تعالیٰ نے باعث ایجاد عالم قلب وحدت الوجود پر رہنا کلام انتہائی عروج میں نازل فرمایا۔ اسی مرتبہ احدیت نے اپنا بیان قل ھو اللہ احد کے کلام سے ظاہر فرمایا مقام لاہوت تک رسائی حاصل کرنے کیلئے پہلی طرہ نماز ہے اس کا نقشہ حسب ذیل ہے۔ اسکو پانچ عناصر پر تجسس گُن والا نقشہ کہتے ہیں۔ ہر گُن کی ایک ایک ضد ہے جو اسکو ضائع کرتی ہے وہ یہ ہیں۔

عروج	عبر	شکر	صدق	سلیمی	خلوت	حاک
نزل	خواہش	حرص	طمع	محبت	مستی	
عروج	بردباری	کلام	دانائی	سلوک	بینائی	آب
نزل	مہر	ملال	غم	رنج	فکر	
عروج	عقل	شوق	آرزو	غیرت	شجاعت	آتش
نزل	غصہ	غضب	حسد	فراق	عشق	
عروج	آزادہ	تپاکیس	خیال	تفکر	احساس	باد
نزل	تغلیلات	دہم	گمان	دہشت	تصور	

خلاصہ عروج نزول کے پانچ عناصر غفلت۔ لاپرواہی۔ سرکشی۔ دھوکہ۔

روز محشر که جان گذار بود ، اولین پیش نماز بود

ایہ کریمہ اللہ اعلم
 اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاۃِ وَالْمُنْكَرِ
 اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ



ذات احمد کے نور کو فقرا ہند اسطرح بیان کرتے ہیں

پہلے تارک قیام طریقہ کی نماز ہے۔
 دوسری حرکت سجدہ ہے۔
 تیسرا رکن کنڈل صورت ہے تعدہ
 چوتھا رکن آدھا چاند بن جاتا ہے۔
 پانچویں حالت نکتہ میں فنا ہوتا ہے۔
 یہی نور کاروپ (صورت) ہے۔
 آٹھ انگ (حصہ جسم کے) پیر چوپایہ جانور بن جا
 تین تھامت کا خیال رکھے پانچ دیوؤں کا خیال
 جو شخص ان باتوں کو نہیں جانتا۔
 وہ ہرگز رھمن (عارف ہندو) نہیں ہو سکتا۔
 ہنومان جی کے اسنفا رطرز نماز پر سری رام جی نے مندرجہ بالا شلوکیں پڑھے تھے۔ ان
 شلوکوں میں قیام سجدہ تعدہ رکوع مذکور ہے۔ گویا یہ بتلایا ہے کہ نام احمد نور نماز ہے۔

سری رام جی نے تارک پر ارتھنا (قیام) کی ترکیب اس طرح بتائی ہے۔

آسمان پر یا زمین پر یا آنتی بڑنگاہ رکھتے۔

چھ منہ (کان۔ آنکھ۔ ناک)

دہن۔ پاشخانہ کی جگہ اور

پیشاب کی جگہ کو کام سے معطل کرے

دل کی پریشانی خیالی کو ضبط کرے

سری رام جی نے دوسرا رکن دندم (سجدہ) کی ترکیب اس طرح بتائی ہے۔

آٹھ انگ۔ دونوں پاؤں

دونوں گھٹنے۔

دونوں ہاتھیں۔

ناک اور پیشانی۔ زمین کو لگیں

سری رام جی نے تیسرا رکن گنڈ لاکارم (قعدہ) کی ترکیب اس طرح بتائی ہے۔

تین مقامات۔ ناک کے مقام پر نظر ہے

ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय .

ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय .

ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय .

ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय .

ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय .

ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय .

ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय .

ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय .

ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय . ॐ नमः शिवाय .

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय .

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय .

دونوں منڈیوں پر دونوں ہاتھ ہے

اور مقعد کے پاس بایاں پاؤں ملتا ہوا ہے

سری رام جی نے مراقبہ کے نسبت فرمایا

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय .

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय .

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय .

پانچ مقدر حاکم (رحمن)

رحیم - مالک - رب العالمین

حیات جاوید والی طاقت

فرمایا مراقبہ میں تخلیق کائنات اللہ کی صفات اور ذات کا شاہدہ کرے اس پر

رحمن نے بلا بدل کل کائنات بنایا۔ اس کے صحیح استعمال کر نیوالے کو ایک عمل صالح

بدل دس نیکیاں دی جاتی ہیں۔ غیر صحیح استعمال پر بربکھاڑ ہو جائے تو مالک اسکو دیا

کر لیتا ہے۔ ان سب کی تنظیم قائم رکھنے والا رب العالمین ہے۔ اسکو فقر و غنا و ہند و ایشیاء

ہیں اور ذات اللہ کے متعلق سدا یو کہتے ہیں کیونکہ ان کے پاس ذات کا نام نہیں ہے

۱۔ سری کرشن جی نے اسکی تغیر کیا ہے۔ ایسے تری استہان کی ترکیب بتائی ہے۔

تَوَكُّلُ



تَوَكُّلُ

تَوَكُّلُ

نظر
آپنی زبان کی طرف
قیام
ضبط خیالات

۱

دُعا



دُعا

دُعا
سجدہ

آپنی زبان کو کھینچ کر

۲

کُتُّبُ



کُتُّبُ

کُتُّبُ
قعدہ

کُتُّبُ
بینی صفات کا لحاظ

۳

اُتُّبُ



اُتُّبُ

اُتُّبُ
رکوع

اردہ چند رکوع
جوابیہ جانوروں کی طرح جھکیے

۴



نفسِ آمارہ جو نفوسِ حیوانات کی وحدت ہے۔ جب وہ بجلی مطیع ہو جاتا ہے تو طماع کی

معراج میں صورتِ براق اختیار کرتا ہے۔ جب وہ جزئی طور پر مطیع ہوتا ہے تو مطلع کی

معراج میں اپنے کسی اس جز کی سواری پیش کرتا ہے۔ جس پر طماع نے قبضہ کر لیا ہے۔ یہی

حالتِ وحدتِ روحانیت کا ہے۔ کامل کلام اللہ کا نزول وہی قلب برداشت کر سکتا ہے۔

جس پر جبرئیل بصورتِ انسان نازل ہوں۔ اور کمالِ کاشفہ والا وہی نبی ہو سکتا ہے۔ جو

جبرئیل علیہ السلام کو خود دیکھے اور دوسروں کو دیکھائے۔ ذاتِ منظر اتم جذب و محبت رب العالی

میں جب وحدت کے مقام سے تجاوز کر کے احدیت کے نکتہ میں داخل ہو۔ تو وہاں زہد و

یعنے تختِ سواری کیلئے پیش کیا گیا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں دوئی کا احتمال نہیں ہے۔ اس

مقام پر کسی کی رسائی ہوئی اور نہ ہوگی اس مقام کا رب العالمین کے مظلہ رحمۃ اللعالمین کا

ہی حق ہے۔ ہر وہ نبی جس کو تختِ ملاوہ اپنی زندگی میں اس سے سبکدوش نہ ہوا جانوروں

کی سواری اور ہے انسانوں کی سواری اور ہے۔ تختِ انسانوں کی سواری ہے۔ سلیمان

علیہ السلام جیسے انسان جبکہ ایل عظیم الشان نہنہنما ہیت ملی تھی باوجود اس کے ان کے

قلب سے ہوس حکومت نہ گئی آپ نے دعا کی رَبِّ هَبْ لِي مِنْهُ لَآئِبَةً نَّجِيًّا لَا تَجْعَلْ لِّي دُونَكَ

کچھ دینی بیٹے کھائے رب میرے توجہ ایسا ملک دے کہ میرے بعد کسی کو ایسا ملک نہ میسر ہو۔

اور سلیمان علیہ السلام کا سبکی رانی کو اَلَا تَعْلَمُوْا عَلَیْہِ وَاَتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ کھانا خود بتاتا ہے

کہ سلیمان کے نظروں میں جسمانی قبضہ تھا۔ اور اپنے درباریوں سے آپ کا یہ کہنا یا یہاں

اَلْمَلُوْءُ اَیْتُکُمْ یَا قِیْنِیْ بَعَثْنٰہَا جَلْمٌ اَنْ یَّا تُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ظاہر کر رہا ہے کہ آپ کو

تخت کی خواہش تھی۔ یوسفؑ کو جب تخت ملا تو آپ نے اسکی بڑی قدر کی آپ روزانہ

پوری شان سے تخت پر جلوہ افروز ہوتے تھے۔ بادشاہت کے زمانہ میں جب ماں باپ

آئے تو آپ نے انکی قدر کی اَلْکُوْنُخْتُ پَر بیٹھا یا سَر کَعِ اَبُوْیْہِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرَّوْا لَہٗ

سُجَّدًا یعنی شکر یہ سجدہ رب العالی کیا۔ موسیٰؑ نے اپنی قوم کو کہا۔ یَا قَوْمُ اَدْخُلُوا الْاَرْضَ

الْمُقَدَّسَۃَ اِلَیْہِ کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ وَاَلَّا تَرْتَدُّوْا عَلٰی اَدْمٰرِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ

یعنی لےیری قوم جہاں بیت المقدس ہے وہاں کی زمین پر قبضہ کر لو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے

ساتھ فیصلہ کر لیا ہے اور پیٹھ بٹھا کر نہ بھاگو تم نقصان میں رہ جاؤ گے۔ یہ ارشاد بتا رہا ہے

کہ موسیٰؑ کے نظروں میں بیت المقدس کی بادشاہت بڑی قدر والی تھی۔ اور داؤد علیہ السلام

کا جالوت کو قتل کر کے تخت نشین ہونا بتاتا ہے۔ کہ ان کی نظروں میں تخت بڑی چیز تھی اور

عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے حواریوں سے یہ کہنا کہ میں یہودیوں کا بادشاہ ہوں تم لے جاؤ
 کپڑے بچکے ہتھیاریں خرید لو۔ بتا رہا ہے کہ آپ یہودیوں کے بادشاہ بننے کے بڑے آرزو مند
 تھے۔ سری کرشن جی کا کنس کو ہلاک کر کے تخت نشین ہونا اور تلج شاہی سر پر رکھ لینا بتا
 رہا ہے کہ ان کے پاس تخت کی بڑی قدر تھی اور دیر بھد کا نرسینوہ کو ہلاک کر کے تخت نشین
 ہونا اور رام جی کا راون کو قتل کر کے راج اپنے ہاتھ میں لینا اور جنت تخت و تاج ہونیکا
 نظریہ یہ بتا رہا ہے کہ غیر قوم کو تخت نہ رہے وہ تباہ و برباد رہے۔ ذات کے طرفداری
 میں اپنی قوم کو اور اپنے بھائی کو تخت کا وارث کرنا بتا رہا ہے کہ ان کے پاس تخت
 کی بڑی قدر تھی اور ہندوؤں کے پاس پاک اور متنہس ارواح کا بادشاہ ہوں میں جہنم
 لینا خود بتا رہا ہے کہ ان کے پاس تخت مذہباً بڑی قدر و منزلت کی چیز ہے۔ اور ہندو
 اقوام کا عقیدہ بادشاہ کو اوتار ماننا اور عظیمی سجدہ کا جواز بتا رہا ہے کہ مذہب پر
 بادشاہت مقدم ہے۔ ان اقوام سے جو لوگ مسلمان ہوئے ہیں ان کی ذہنیت
 اب تک نہیں بدلی بادشاہ خواہ وہ زانی بدکار ہو اس میں وہ لوگ چالیس اولیاء
 اللہ کی ولایت مانتے ہیں۔ حالانکہ بادشاہت ایک مسلم کی باندی اور غلام ہے اسلام

اقوام عالم سے بادشاہت چھین لینے نہیں آیا بلکہ بادشاہوں کو مسلمان کرنے آیا۔ نادانی سے کسی کا فر بادشاہ نے سرتابی کی تو مسلمانوں نے اس کی بادشاہت چھین لی یا تو تاج غلاموں کے سر پر دکھایا ٹھوکروں سے مار کر اڑا دیا۔ چنانچہ کسریٰ کا تاج مسلمانوں نے غلام کے سر پر پہنایا اور کسریٰ کا نکلن ایک سپاہی کے ہاتھ میں ڈال دیا۔ فاتح ایران، تخت پر بیٹھا بلکہ تخت ایران کو چور چور کر کے سپاہیوں کو بانٹ دیا تاکہ اس کو بیچ کر مال دنیائی کام میں صرف کر دے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خلفاء راشدین جو فنا فی الرسول تھے شہنشاہ تھے نہ کبھی ہم نے انکو تخت نشین دیکھا اور نہ ان کے جسم پر لباس فاخرہ دیکھا وہ کل کے چوغے پہنے ہوئے مکسوست کرتے تھے۔ ان غلامانِ حضرت رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابق اور ہادیاں اقوام عالم جنکو تخت ملے تھے ان دونوں زمین و آسمان کا فرق کیوں ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ مومن جو فنا فی الرسول ہوتا ہے اسکو معراج میں براق ملا کرتی ہے۔ اور ہادیاں اقوام کو فنا فی الرسول کی سواری کے اجزائے سواری کے لئے ملے ہیں۔ ان اولین اور آخرین سے بڑھ کر حضور انور مظهر اتم کو عرفیہ یعنی تخت سواری کے لئے جو لا وہ الفکر فی حقہ والفقہ فی منہی کا مقام تھا۔ جانوروں کو اگر کوئی انسان مطیع و فرمانبردار

کرتا ہے تو کوئی کمال کی بات نہیں اور نہ یہ فخر کی بات ہے۔ تخت و سوار ی ہے جو انسانوں کو فرمانبردار اور مطیع کرتی ہے اب تک جس قدر انبیاء و ہادیاں اقوام تخت نشین ہو کر کام کرتے رہے انہوں نے تخت کی قدر کی اسکو اپنے فخر کا باعث سمجھا مگر وہ سردارانِ انبیاء و حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ السلام کا اپنے ظہور کو دلِ تخت باطن دینا اور خود فقیری میں زندگی بسر کرنا آپ کیلئے فخر کی بات تھی اور آپ کا یہ مرتبہ آپ کے معراج کی سواری و رفرف سے ظاہر ہوتا ہے۔ چونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ کے عطا کر نیوالے ہیں اس وجہ سے آپ نے فرمایا: **الْفَقْرُ رَمَنِي** یہ وہ حقیقت ہے ایک فانی الرسول انسان فقیرانہ زندگی بسر کرتا ہے تو وہ بادشاہوں کو اپنے قدموں کے پاس کھڑا کر کے نعمتیں عطا کرتا ہے جو بادشاہ فقیدوں سے سرکشی کرتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ نیک بادشاہ اگر ظل اللہ ہے تو فقیرِ ظہر اللہ ہے یہ مرتبہ کسی نبی رسول کو نہیں ملا۔ یہی وجہ ہے کہ بادشاہت جس پر ہادیاں اقوام نے فخر کیا تھا اسکو ترک کر کے ایک مسلم فقیر بن جاتا ہے۔ اور مسلم کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا کہ وہ فقیر ترک کر کے بادشاہ بن گیا ہو۔ یہ برکت مسلمانوں میں محض حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفرف پر سوار ہو کر تمام احادیث تک پہنچنے کی وجہ سے ہے۔ **كَيْفَ نُبَاشِرُكُمْ اَعْلَى السَّمَاءِ**

وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔ اللہ کا یہ کہنا کہ میں تم میں آیا تھا تم نے کھانا کھلایا۔

کیڑا نہیں پھرایا ہے و دودھ حقیقت فقیر اسلام ہے۔ وہ دلی ہے اللہ کی طاقت لیکر ظاہر ہوتا

آیہ کریمہ

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ ۖ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ مَا لَكُم مِّنْ ذِي ذَرْبٍ مِّنْ دُونِ ۖ لَا تَنْفِيحُ أَفْلا تَتَذَكَّرُونَ ۚ

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو
و ما بینہما فی ستہ ایام ثم استوی
پیدا کیا اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہو چکا
علی العرش ما لکم من ذی ذرب من دلی
میں پھر تخت پر بیٹھ گیا نہیں تھا کہ اس کو
اور کوئی شفیع کیا تم اس کا دعیان نہیں کرتے

حدیث شریف

الْإِنْسَانُ فِي مَرْتَبَةِ الْغَيْبِ هُوَ اللَّهُ ۖ فَإِذَا تَمَّ الْعَبْدُ رِجْلَهُ فَهُوَ اللَّهُ ۖ

انسان مرتبہ غیب میں اللہ ہے۔ جب
عبادت تمام ہو جاتی ہے تو وہ اللہ ہے۔

اس اسلامی فقیری کی نسبت فقرا ہندویہ کہتے ہیں

فقیر سادہ دانی مالک حیات، بنگر دنیا کو
اپنی تعلیم اپنی تعریف کر رہا ہے۔

۱. کائنات کی تخلیق

۲. کائنات کی تخلیق

۳. کائنات کی تخلیق

۴. کائنات کی تخلیق

۵. کائنات کی تخلیق

۶. کائنات کی تخلیق

۷. کائنات کی تخلیق

۸. کائنات کی تخلیق

۹. کائنات کی تخلیق

۱۰. کائنات کی تخلیق

۱۱. کائنات کی تخلیق

۱۲. کائنات کی تخلیق

رب العالمین بنکر عالمین کو ربوبیت

کر رہا ہے۔ دائمی مزہ

پیش کر رہا ہے۔ رمضان

کھلا کر مخلوقات کو پیدا کر رہا ہے۔

یہ رمضان قدیم ہے۔ جس کی ابتدا

نہیں رحیم کھلا کر

دنیا کا انتظام کر رہا ہے

مومنین کو سنبھال رہا ہے۔

مالک کھلا کر عزت کا

سامان کر رہا ہے۔ برے

آدمیوں کا ناش کر رہا

ہے۔

پانچویں صدی ہجری کے ایک شی سر و گناہ علم کے کمال کے
اہل جنوں کے سات اونٹ کتب لکھی ہیں مقام سلم کے نسبت لکھتے ہیں

جس بستی میں مسلمان نہیں رہتے ہیں دوزخ کے
عذاب میں مبتلا ہو۔ اور جس بستی میں مسلمان
ہیں وہ بستی کھانے پینے سے آباد ہوتی ہے پہنچے
اور صفے سے آباد رہتی ہے۔ دنیا میں
مسلمان ہی اللہ ہے۔ (سرودنا)

حاملان پانچ عناصر

فقراء ہند کے پاس خالق یا حاملان پانچ عناصر یہ ہیں۔ سدیو جاتی دام دیو۔
اگھور۔ تپتروش۔ ایشانیہ۔ اور مانسے ہیں کہ سدیو جاتی کے منہ سے مٹی پیدا ہوئی۔
دام دیو کے منہ سے ہوا نکلی۔ اگھور کے منہ سے آگ نکلی۔ تپتروش کے منہ سے پانی نکلا
ایشانیہ کے منہ سے آسمان (خلا) نکلا ہند و فقراء روح الارواح کو پر ماتما کہتے ہیں
وہ ذات احدیت ماب نور ذات میں فنا شدہ جن کا دوسرا نام روح اعظم ہے

ثانی اشین یعنی تت پر دوش۔ دو میں کا ایک انسان کہتے ہیں۔ یہ حضرت ابو بکر
 صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ فقراء ہند کے پاس گنپتی ایشور یعنی رب العالمین کے
 منظر رحمۃ اللعالمین کے فرزند ہیں۔ آپ کی ذات کے نسبت فقراء ہند نے کہا
 سدا یو جاتی یہ علم کا دروازہ ہے اتوام ہند بجائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اوم
 کہتے ہیں۔ وہ صورت علی ہے۔ ہندوستان میں جب بت پرستی کا رواج عام ہوا تو
 اسی صورت کو متشکل کر دیا۔ ایک طاقتور انسان کے دھڑیر یہ علی کی صورت بنادی
 یہ تیشی شکل ہے جس سے اوم (صح) یا علی کی شکل بنتی ہے ہندوؤں
 کا یہ عقیدہ ہے کہ ایشور و دیانگر ہے اور یہ اس علم کے شہر کا دروازہ ہے۔ ہندوؤں
 کے پاس ہر علم کے کام کا آغاز گنپتی کے پوجا سے ہوتا ہے۔ وہ (صح) ہو یا
 متشکل بت ہو۔ حدیثوں میں ہے حضرت ابو بکر صدیق پانی ہیں۔ حضرت عمرؓ آگ
 اور حضرت عثمانؓ ہوا اور حضرت علیؓ خاک۔ اور حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ فرمایا حضور انور
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ دَعْنِي بِأَجْهًا فِي عِلْمٍ كَأَشْهَرِ هَوْنٍ اور
 علی اس کا دروازہ ہیں۔ معراج جکو فقراء ہند مکت کہتے ہیں۔ جیون مکت۔ سورپ

سرو و اگت یعنی تین قسم کے معراج و احادیث و حدیث احادیث کے مقامات و اہل معراج
ہیں حضور انور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معراج ہوا۔ مقام وحدت کے خاتمہ
تک براق پر ہوا اور مقام احادیث میں رفرف پر ہوا۔ اس مقام میں آپ کو حضرت
ابوبکر صدیق کی آواز آئی اور حضرت علیؓ کا ہاتھ دکھا۔ اور حضرت عمرؓ کی تلوار دکھی اور
حضرت بلال کے چلنے کی آواز آئی اقسام معراج حسب ذیل ہیں۔ وہ تین حصوں میں
منقسم ہیں۔

قسم اول جیون کت (مقام و احادیث)

زندگی دنیا سے چٹکارہ پانا جیون کت ہے۔ حیات دنیا میں ہی انسان عرفان
کی دولت اور حق کی شناخت کی بدولت چٹکارا پاسکتا ہے۔ اس جہاں میں وہ شخص ایک
دیکھتا ہے اور ایک جانتا ہے خود کو تمام اشیاء میں موجود دیکھتا ہے۔ کیا بلحاظ جسم کیا بلحاظ
جان کیا بلحاظ رنگ و روپ کیا بلحاظ لگن۔ اور وہ سب کو بالحق قائم دیکھتا ہے۔ اور تمام
مطالب اور مراتب میں حق کو جلوہ گر دیکھتا ہے۔ اس کے پاس برہان عالم کبیر ہے۔ اس
کو خدا کی صورت کلیہ جانتا ہے۔ جب یہ صورت کلیہ جسم اختیار کر کے نزول کرتی ہے تو اس کو

منظر خدا تصور کرتا ہے۔ غصہ اعظم جو اکاش میں ہے۔ اسکو جسم لطیف تصور کرتا ہے۔ یعنی اسکو سوکچیم شریر مانتا ہے۔ یہ جسم لطیف لازوال اور ابدی ہے جو چار عناصر کے پردہ میں اپنی مدت مقررہ کو گزار کر نقل کرتا ہے یہ اجسام لطیف ارتقا حاصل کر نیکے لئے انسان کے پختہ جسم میں جب داخل ہوتے ہیں۔ ان کے مجموعی پاکی کے بعد روح کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ فقراء ہند نے اس کے متعلق فرمایا۔

یہ کائنات کی مجموعی حیثیت انسان کا بچہ ہے۔

آیہ کریمہ

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتِ الْاِلٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِمَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (ردح)

پس تو اپنی توجہ مضبوط رکھ دین کیلئے ایک طرف ہو کر وہ تراش اللہ کی ہے جس پر تراشا گواہی کہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی نہیں ہوتی یہی ہے دین

ہمزدہ اور ہر جن جو عالموں میں ظاہر اور باطن کی صورت میں ہے۔ سب اسی کیلئے

ہے۔ فقراء ہند انسان کامل کی نسبت خلاصہ عالم کبیر سمجھتے ہیں۔ اس حالت میں اگر اختلافات اعضاء کو عالم کبیر کے مختلف حصے سمجھتے ہیں۔ اس ذات واحد کو مختلف تعینات سے منزہ سمجھتے ہیں۔ اس ذات واحد کو ابوالارواح مانتے ہیں۔ اس کو ہما پرورش کہتے ہیں۔ فقراء ہند کے پاس یہ وجود تصوری ہے۔ فقراء اسلام کے پاس یہ وجود ظاہری ہے۔ وہ وجود وحدت ذات بابرکت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

حدیث شریف

اَنَا مِنْ نُفُوسِ اللَّهِ وَكُلُّ شَيْءٍ | میں اللہ کے نور ہوں اور کل چیزیں
سِوَا نُفُوسٍ بَشَرِيَّةٍ | میرے نور سے ہیں۔

تقسیم اعضاء بدن ہما پرورش بہ عالم کبیر (شریکِ مہم)
پاتال جو ساتواں طبقہ جہنم ہے وہ ہما پرورش کا تلوا ہے۔ رساتل جو چھٹواں دوزخ کا طبقہ ہے وہ پشت پائے ہما پرورش ہے۔ شیاطین ہما پرورش کی انگلیاں ہیں اور جانور ناخان ہیں۔ محاتل جو پانچواں طبقہ جہنم کا ہے ٹخنہ ہما پرورش کا ہے اور تلال جو چوتھا

طبقہ جھٹم کا ہے مھاپرش کی پنڈلی ہے۔ سوتل جو تیسرا طبقہ جھٹم کا ہے ماٹھی مھاپرش ہے۔ وتل جو دوسرا طبقہ جھٹم کا ہے ران مھاپرش کی ہے۔ اتل جو اول طبقہ جھٹم ہے وہ شرمگاہ مھاپرش ہے۔ کال یعنی زمانہ رفتار مھاپرش ہے۔ پر جاپت دیوتا جو باعث توالد و تناسل ہے علامت مردمی و رجوایت۔ مھاپرش ہے۔ حل لطفہ مھاپرش ہے سیولوک یعنی زمین سے آسمان تک اور اس کے درمیان جو کچھ ہے پیڑ و مھاپرش ہے پھاڑ مھاپرش کے ہاتھ ہیں۔ سمندریں مھاپرش کی سیریں ہیں۔ وہ روشنی جو صبح صادق میں سفید ہوتی ہے اور وہ روشنی جو شام کے وقت شفق کی صورت میں ہوتی ہے لنگ مھاپرش ہے بحر محیط جو تمام زمینوں کو گھیرا ہوا ہے وہ ناف مھاپرش ہے سمندروں اور زمینوں میں جو حرارت ہے حرارت معدہ مھاپرش ہے تمام ندیاں مھاپرش کی رگین ہیں جس طرح تمام رگین ناف سے لگی ہوئی ہیں۔ اسی طرح تمام ندیاں سمندر سے لگی ہوئی ہیں۔ سرگ لوک جو سیولوک کے اوپر ہے۔ جہاں دیوتا ہیں اور گندھرب رہتے ہیں جہاں سے آوازیں نکلتی ہیں وہ مھاپرش کا پیڑ ہے آتش قیامت صغریٰ اشتہائے حاضری مھاپرش ہے یعنی ناشتے کی جھوک

ہے قیامت صغریٰ میں پانیوں کا سوکھ جانا مہاپرش کی پیاس ہے یہ سرگ لوگ جو
 بالائے جن لوک ہے وہ مہاپرش کا سینہ ہے بخشش پیش از سوال جو جو دو فضل ہے
 مہاپرش کی سیدھی پتان ہے بخشش بعد از سوال جو عطا ہے۔ بائیں پستان
 مہاپرش کی ہے اعداں زرگن۔ رجوگن و ستوگن و تموگن ہے۔ جسکو اپرا کرپ کہتے
 ہیں وہ مہاپرش کا دل ہے۔ دل کنول کے پھول کی طرح تین رنگ رکھتا ہے یعنی
 سفید و سرخ و سیاہ اور دل بھی بصورت کنول تین صفتیں رکھتا ہے۔ برہم جو آہم نام
 رکھتا ہے جیسا ویدوں کے شوک سے ظاہر ہے۔ اہم برہم سہمی۔ میں برہم ہوں اس میں
 جو اہم ہے وہ حرکت اور ارادہ مہاپرش ہے و خنو ہر و رحم مہاپرش ہے مہیش
 تہر و غضب مہاپرش ہے مہا پنم یعنی بدر خوشحالی مہاپرش ہے کہ وہ حرارت غم اور
 رنج کو دور کر دیتا ہے۔ اعمال نیک یعنی دھرم گیاں مہاپرش ہے اعمال بد یعنی
 ادمرم خواب مہاپرش ہے سلسلہ کوہ عالم مہاپرش کی پیٹھ کی ہڈی ہے مختلف سمت
 کے پہاڑ مہاپرش کی ہڈیاں ہیں آٹھ فرشتے جو لوک پال یعنی مخلوق کے پالنے والے ہیں
 اس کا سردار اندر ہے وہ کمال قوت بخشنے کی اور برائی کی اور نہ بخشنے کی اور نہ برائی کی

رکھتا ہے جس کا تعلق ہوا سے ہے یہ دونوں ہاتھ مہاپرش کے ہیں یہ دھا ہاتھ بخشش آور
 بارش کا اور بایاں ہاتھ ماسک باران کا ہے اور جو ران بہشت جو میں مہاپرش کے
 بتیلی کی لکیریں ہیں فرشتے مہاپرش کے ہاتھ کے ناخن ہیں قطب جنوبی مہاپرش کے سید
 ہاتھ کی تحصیل ہے و قطب شمالی مہاپرش کے بائیں ہاتھ کی تحصیل ورن نام والا فرشتہ
 جو لوک پال ہے وہ مغربی سمت کا موکل ہے وہ مہاپرش کے گردن کا مہرہ ہے ہر لوک
 جو سرگ لوگ سے اوپر ہے خلق اور گردن مہاپرش ہے انا دنا دجو سلطان الاذکار
 ہیں آواز مہاپرش ہیں تمام عالم کی خواہشیں بخ مہاپرش ہے طبع جو عام ہے وہ
 مہاپرش کے پیچھے کا ہونٹ ہے۔ شرم و حیا جو ہے وہ مہاپرش کے اوپر کا ہونٹ ہے۔
 محبت اور الفت دنیوی مہاپرش کے دانت ہیں غذا تمام عالم کی خوراک مہاپرش
 آتش زبان مہاپرش ہے۔ سرپستی قوت ناطقہ مہاپرش ہے دید صدق و راستی گفتار
 مہاپرش ہے مایا جو عالم کے ایجاد کا باعث ہے خوش طبعی مہاپرش ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم
 مہاپرش کے دونوں کان ہیں دو فرشتے جو سن میں شہور ہیں وہ مہاپرش کی دو
 نیک پڑیاں ہیں درمیاں جن لوک اور تہو لوک کے گندہ تن ماترا یعنی عنصر خاک مہاپرش کی

قوت شامہ ہے در میان جن لوک اور تپو لوک کے جو پانچواں طبقہ بہشت ہے جو نور سے بھرا ہوا ہے وہ مہاپریش کی سیدھی آنکھ اور بائیں آنکھ کے نصف خول ہیں اصل نور جسکو آفتاب کہتے ہیں وہ مہاپریش کی قوت بینائی ہے پیدائش تمام عالموں کی نگاہ لطیف مہاپریش ہے رات اور دن مہاپریش کا پلک مازنا ہے دوستی اور صحبت کافرشتہ تہر و غضب کافرشتہ بیر و دنوں آبروے مہاپریش ہیں دیپ لوک جو جن لوک کے اوپر ہے۔ مہاپریش کی پیشانی ہے۔ ست لوک جو تمام لوکوں سے بالاتر ہے مہاپریش کی کھوپڑی ہے کتاب کی توحید والی آیات اُم الدماغ مہاپریش ہے بارش کے وقت جو سیاہ ابر آتے ہیں وہ مہاپریش کے سر کے بال ہیں نباتات عالم مہاپریش کے جسم کے بال ہیں چھٹی جو اس عالم کی دولت آواز و بوی حسن مہاپریش ہے آفتاب کی چمک منافی بدن مہاپریش ہے عنصر آکاش یعنی خلا سمات بدن مہاپریش ہے چاند آکاش قضا و خلاق بدن مہاپریش ہے صورت فرد انسان خانہ مہاپریش ہے انسان کامل خلوت خانہ و محل خاص مہاپریش ہے۔ مہاپریش کے لفظی معنی افضل البشر کے ہیں۔ فقراء اسلام مہاپریش کو منظر اتم ذات واجب الوجود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو

آپ اس دو عالم کے علت غائی ہیں۔ باعث ایجاد عالم خلقت آدم ہیں۔

حلیہ شریف

کَوْلَا لَکِی مَا خَلَقْتُ اِلَّا خَلَاَکَ | اے محمد، اگر نہ کرنا ہو تا تم کو تو کیوں پیدا کرتا میں انفلک کے
اَنَا مِنْ لِّلّٰہِ وَکُلُّ شَیْءٍ مِنْ خُضْرٰی | میں اللہ کے نور سے ہوں اور سب چیزیں میرے نور سے ہیں
آپ کے سینہ مبارک سے انبیاء پیدا ہوئے۔ سر سے بادشاہ ہیں۔ پشیمانی سے عادل
امیریں آنکھوں سے حافظ قرآن۔ کان سے صادق و صفا والے انسان۔ بہوں سے
نقاش۔ رخساروں سے عاقل و محسن۔ ناک سے عطار و حکیم۔ لب سے وزیر۔ منہ سے
صلح۔ دانت سے ایلچی۔ جلق سے واعظ و مؤذن۔ داڑھی سے مجاہد۔ گردن سے نجار
دونوں مونڈھوں سے صاحب شمشیر۔ کف راست سے صراف۔ دونوں ہاتھوں سے
سخی و کریم۔ سیدھے ہاتھ سے زرگزین۔ بائیں ہاتھ کی پشت سے بخیل و لثم۔ انگلیوں سے راقم
و کاتب۔ سیدھے ہاتھ کی پشت سے درزی و لوہار چھاتیوں سے مجتہد و عالم۔ پیٹھ سے شرح
پرست۔ پہلو سے غازی۔ شکم سے زاہد و قانع۔ دونوں زانوں سے رکوع و سجدہ کرنے والے
باؤں سے شکاری۔ تلوے سے پیدل چلنے والے اس نور ذات کے بارہ پردے ہیں۔

قدرت - عظمت - منت - رحمت - سعادت - کرامت - منزلت - ہدایت - نبوت - نعت
 ہیبت - شجاعت - آپ کی طہارت کے دس بحر ہیں - شفاعت - نصیحت - شکر - صبر -
 شجاعت - انابت - یقین - علم - قناعت - محبت - یہ نور ذات نے جب دریائے وحدت
 میں غوطہ لگایا اور جب باہر آیا - آپ کے جسم اطہر سے ایک لاکھ قطرے ٹپکے - ان قطرات کو
 اللہ نے دس حصوں میں تقسیم کیا - ایک حصہ سے جبرائیل پیدا ہوئے اور دوسرے حصہ
 سے میکائیل - تیسرے حصہ سے اسرافیل - چوتھے حصہ سے غزرائیل - پانچویں حصہ سے حاملانِ
 عرش معلیٰ جھٹویں حصہ سے رضوان - ساتویں حصہ سے عرش کے سرکان - آٹھویں حصہ سے
 در دول نویں حصہ سے ہدایت - دسویں حصہ کے اور دس حصے کئے گئے - پہلے سے عرش
 بریں - دوسرے سے کرسی - تیسرے سے لوح - چوتھے سے قلم - پانچویں سے آٹھ خلیفہ رضوان
 اور ہر ایک خلیفہ کے ماتحت اتنی ہزار فرشتے ہیں - چھٹویں سے فضا - ساتویں سے ہوا -
 آٹھویں سے ایک جوہر دھندلہ کرۂ آتش بنا - جسکی درازی مسافت چار ہزار برس ہے
 اور چڑائی بھی اتنی ہی ہے - جسکی طول اول کی جنبش سے سمادات کا وجود ہوا - نویں
 حصہ سے پانی بنا - اور دسویں حصہ سے مٹی - اس دسویں حصہ سے اور چار حصے بنے -

پہلے حصہ سے پہاڑ۔ دوسرے حصہ سے نباتات۔ تیسرے حصہ سے حیوانات۔ چوتھے سے
انسان کا وجود جامع جمیع مخلوقات ظہور میں آیا۔ ان میں جن پر آتش مادہ غالب آیا
وہ جن کہلائے۔ اور شیطان بھی اور ابلیس بھی۔ اور جن پر خاکی مادہ غالب آیا وہ
انہیں کہلائے۔ بشر بھی۔ آدم بھی۔ تحت الشریٰ میں اللہ نے سبھیں کو رکھا اور ساتویں پر
نور لوح محفوظ پر پانچہزار برس چمکتا رہا۔ اس کے بعد کرسی پر پانچہزار برس چمکتا رہا۔ اس
کے بعد اللہ تعالیٰ نے جبرئیل اور میکائیل کو حکم دیا کہ مدینہ منورہ کے اس مقام سے اب جہاں
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار مبارک ہے وہاں سے مٹی لائیں۔ اس مٹی سے اللہ تعالیٰ
نے جسم مبارک بنایا۔ یہ نور ذات آدم کی پیشانی پر چمکتا تھا۔ لَقَلْبَاکَ فِی السَّجْدِ یٰ
کے ارشاد کے مطابق وہ نور آخری وقت حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب کی پیشانی پر
چمکا۔ ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ بوقت نماز صبح نزل حضرت آمنہ کے بطن مبارک سے
وہ ابوالارواح خلقت عالم کے اصل اصول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے
اس ذات واجب الوجود کے مظہر ذات وحدت الوجود کے متعلق فقرا ہند مہارشی۔ الشور
اوتار لکلی اوتارہ جگت گرد کہتے ہیں۔ نقرا ہند کی کتب قدیم میں بطور مثنیگوی شلوک مشہور

چلا آتا ہے۔

روحانی طاقتوں کا محور خدا کے ہزار ناموں کا حامل موت پر فتح پایا ہوا۔ لطیف جسم سے
تمام جگت میں طاری و ساری جو ہے
وہی جگت گرد ہے۔

فقرار ہند ملنے ہیں کہ یہ برہما ٹڈ جو ہے وہ بر سبیل تفضیل ہے۔ اور انسان اس
عالم کبیر کا خلاصہ۔ اس ہر طریقہ کا جمال اور جلال موجود ہے۔ جو شخص اتنا سمجھتا ہے۔
اور دیکھتا ہے۔ وہ جیون مکت ہے۔

آیہ کَرِیْمَہ

فَرَحِیْنِ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ
قَوْلَ حَسْرَتٍ عَلٰی مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ
فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ

یہ وہ جماعت ہے وہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل
سے انکو دیا ہے اس سے وہ خوش ہیں جس نے
اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا

۶۱ قسم دوم سورہٴ مکت (مقام وحدت)

سورہٴ مکت یہ مقام وحدت مقام حیرت بھی ہے فقراء اسلام اس مقام کو مقام
لاہوت بھی کہتے ہیں۔ اس مقام میں نہ ان موجودات کی شکل باقی ہے۔ اور نہ برصاۃ
کی نہ دوزخ جنت کی اور نہ جزا سزا کا میدان۔ یہاں صرف محویت قلت ہے۔ یہ گنج
مخفی ہے۔ یہاں مد نظر رضائے رب ذو الجلال ہے۔

آیہ کریمہ

رَضَوْنَاكَ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ذَٰلِكَ هُوَ
الْفَوْزُ الْعَظِيمُ. وَإِنَّ أَوْلِيَ اللَّهِ لَا
خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔
جنت سے بڑھ کر اللہ کی رضا ہے۔ یہ بڑی
کامیابی کی بات ہے۔ تحقیق اولیاء اللہ
کو خوف ہے اور غم۔

اس مقام کو فقراء ہند سورہٴ مکت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صفات کی صورت میں جب
تک ظاہر ہوتا رہا وہ حیون مکت واحد کہلایا۔

آیہ کریمہ

قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ
اللَّهُ ہر چیز کا خالق ہے اور اس طرح ایک ہی غالب

اِنَّهَا رَافِعَاتُ الْاَلْحَمْدِ لِلّٰهِ وَاحِدًا۔ | اللہ بھیت مرغوب محبوب و مطلوب مقصودہ کیلئے

جب وہ ایک دفعہ صرف ایک ہی دفعہ اپنی ذاتی صورت میں ظاہر ہوا تو وہ سرودیت
یعنی مقام وحدت میں ظاہر ہوا۔

آیہ کریمہ

وَ اِذَا ذُكِّرْتُ سَرَجًا فِی الْقُرْآنِ | اور جب تو ذکر کرتا ہے میرے پروردگار کا قرآن میں
وَ حُذِّرْتُ لَوْ اَعْلٰی اَذْبَارِهِمْ نَفُوْرًا | وحدت میں تو ذکر نفرت کرتے ہو پست پیر کر ملتے ہیں

یہ وہ مقام ہے جس میں ہر واحدیت والے نبی و رسول کو مع اپنے امتوں کے فنا ہونا ہو گا
یہ وہ وحدت الوجود کا لوازم ہے جس کے نیچے کل انبیاء و سر چھپاینگے۔ اگر کوئی اس مقام
سے سرباکی کرے اسکو پتھر جہنم سے چھنکارا نہیں۔ واحدیت جس کثرت اور اقسام
ہیں وحدت میں یکائی ہے۔ یہی حقیقت جس کی وجہ سے مسلمان پتھر جہنم سے بچا ہوا ہے
قُرْدَۃٌ وَ خَنَازِیْرٌ وغیرہ میں آئے محفوظ ہے۔ سمندر کھلے طیبہ ہے۔ جب ندی
سمندر میں آگرتی ہے تو وہ ابس اپنے راستہ پر نہیں جاتی سمندر ہر میل پھیل کو پاک کرتا
ہے۔ ہر ندی اور ٹائے کا پانی ہر جانور و انسان پی چکنا ہے۔ سمندر کا پانی پی نہیں سکتا

یعنی مسلم کافر ہو نہیں سکتا۔ اگر اس کو کوئی پی لے وہ بچ نہیں سکتا بذریعے نکل جاتا۔ مرد کی
 ٹھکانہ کا نہیں رہتا۔ واحدیت مقرر نہ لے ہیں۔ واحدیت والا وجود اس جنم میں وحدت
 میں آئے بغیر فنا ہو جائے وہ جیون میں منتشر ہو جاتی ہے۔ اسکو یہ وجود انسانی جیسے
 وحدت میں ترقی کرنے کا بلکہ ہے وہ واپس اس صورت سے ہو نہیں سکتا۔

ایک کریمہ

إِنَّا الَّذِي كَفَرُوا إِنَّا دُونَ مِلْقَاتِ اللَّهِ | تحقيق کا فرند اکٹے جائینگے اللہ بیزار ہوتا تھا اس
 أَكْبَرُ مِنْ مَقْتَلِكُمْ أَنْفُسُكُمْ إِذْ قَدْ عَوْنَ إِلَى | زیادہ جو تم اب بیزار ہو رہے ہو اپنے جی سے جب تم
 الْإِيمَانُ نَكَفَرُونَ قَالُوا رَبَّنَا امْنُنَا | ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے اور تم کفر کرتے تھے
 أَشْتَيْنَ وَأَحْيَيْنَا أَشْتَيْنَ قَاعَرْنَا | (دوزخ) میں وہ لوگ کہیں گے اے اللہ تو نے ارا
 بَدَلْنَا فَهَلْ إِلَى الْخُرُوجِ مِنْ سَبِيلٍ | ہلکو دو دفو اور زندہ کیا تو نے ہم کو دو دفو
 ذَاكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ | کیا اب کوئی رات اس کے کھلے کا ہے یہ سزا، اسکی جتم
 كَفَرْتُمْ وَإِنْ يُشْرِكْ بِهِ تَوْمِنَا | اللہ کی وحدت کی طرف بلائے جاتے تھے تو کفر کرتے تھے
 فَاحْكُمَ اللَّهُ الْعَلَى الْكَبِيرِ | اگر شریک لایا جاتا اس کو ایمان لائے تھے پس حکم اللہ علی اور
 کبیر کا ہے۔

آیہ کریمہ

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ | تحقیق نماز فحش اور بُرے باتوں سے باز
وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ رکھتی ہے اور ذکر اللہ کا اس سے بڑا ہوا عالم ہے

أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ ذِكْرًا شَرْسُولًا میں اور فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ میں اشارہ اس
بات کا ہے کہ اللہ کا رسول مجسم ذکر بن کر ظاہر ہوتا ہے۔ جب قوم اس سے سرکشی کرتی
ہے وہ تباہ و برباد ہوتی ہے۔

در بیان صفات (۲۵۴)

اللہ تعالیٰ کی صفتیں دو حصوں میں منقسم ہیں۔ (۱) جلال (۲) جمال۔ تمام مخلوق بھی۔

ان دو صفتوں کے ماتحت نظر آتی ہیں۔ ربوبیت عالم میں تین صفتوں کا ترتیب وار رہنا
ضروری ہے۔^۱ بلا بدل پیدا شدہ اشیاء کا وجود۔^۲ اس کی تنظیم و سنبھال۔^۳ اور اس
کے حوادثات یا بے طوری کے بگاڑ کے متعیر پسند ہارنیو الی طاقت کا وجود۔ اس کو
قرآن کریم نے اس طرح بیان کیا۔

آیہ کرسی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ

کل کائنات اپنے وجود میں لانے والے ذات کی حمد زبان حال سے

کر رہا ہے جو رب العالمین ہے اور بلا بدل اس نے اشیا پیدا کئے

اور اسکو سنبھالتا اور بڑھاتا ہے مالک بن کر سدا کرتا ہے اگر وہ بگڑ جائے

نقد اور ہند اسکو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

پرہیز کی صفت کے ماتحت سب عالم پیدا ہوا ہے

اور روشنی کی صفت کے اس کا انتظام ہو رہا ہے۔

مالک کی صورت اختیار کر کے برباد کرتا ہے

اطاعت کرتا ہوں میں ان تین ہوتیوں کی

اس طرح ان تین صفات کو جو عالم وجود میں ہیں ہر وجود انکو محسوس کرتا ہے، اگر انکو جمال اور

جلال میں تعظیم کرنا چاہیں تو وہ اس طرح ہوگا۔ ایجاد اور بقا جو رحمن اور رحیم ہے ان کو

جمال کھدیں اور فنا فرد و احد کو جلال کھدیں تو بیجا نہ ہوگا۔

فقراء ہند کے پاس ان میں صفاتِ اعظم کے موکلین یا جوڑا کہوتین ہیں۔ برہم کی بیوی سُرَتوتی۔ دشنوک کی بیوی لچھی اور رُدر کی بیوی پاڑوتی۔ برہم جو کلام اللہ کا باعث ہر اس کے نطق کی طاقت کا موکل سُرَتوتی ہے۔ دشنو جو انتظام اور بقا کا مظہر ہے۔ اس کے خوبی کی طاقت کا موکل لچھی ہے۔ اور رُدر یا شیوایا مہیشو ر قیامت برپا کرنے والا ہے اس کی طاقت کا موکل پاڑوتی ہے۔

فقراء ہند کے پاس اللہ کی صفات ایک ہزار ہیں اور فقراء اسلام کے پاس نو دہرے^{۹۹} نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی کل صفات کے اظہار کے لئے بشر کو پیدا کیا۔ اس کے دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں اس کی آئینہ کار گزاری کے رکاوٹ یا دفتر ہیں ان میں اُردو ہندسوں میں کھلی طور پر $99 = (18 + 81)$ کے اعداد یعنی سیدھے ہاتھ میں (۱۸) اور بائیں ہاتھ میں (۸۱) ہر انسان کے ہاتھ میں آپ دیکھو گے۔ اس کے جامعیت کی صورت جامع جمع صفات جو اللہ ہے وہ صورت انسان ہے ہندو فلسفہ کی رو سے برہم انسان کا سر ہے۔ یعنی برہمن تو م جو ہندؤں کے چار والوں کی تقسیم سے ایک قسم ہے وہ انسان کا سر ہے۔ اور چترتی جو ہندؤں کے چار حصوں میں منقسم شدہ وہ لوں سے ایک درجہ ہے

وہ انسان کی بچھاتی معہ ہاتھوں کا حصہ ہے۔ اور ویش جو چار درونوں سے ایک درن ہو
 وہ انسان کا پیٹ کا حصہ ہے۔ اور شودر جو ہندوؤں کے چار درونوں سے ایک درن ہو
 وہ انسان کے پاؤں کا حصہ ہے۔ اس فلاسفی کی رو سے ہندو مذہب صفات اللہ
 کی تقسیم ہے۔ اس کل مجموعہ کا نام انسان ہے۔ وہ اس قوم کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔
 اسکو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جو ذات اللہ کے مظہر ہیں پیش کیا اس کا نام اسلام رکھا
 اور اس دین میں کامل طور پر ان چار درونوں کے دستور پیش کئے۔ برہمن درن کی نسبت
 قرآن کریم یہ کہتا ہے۔

آیہ کسریٰ

مَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا ذَٰلِكَ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَٱلْأَرْضُ وَٱلَّذِينَ فِيہَا
 نَفْسٌ مِّنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا
 قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ

وہی لگ جائیں چاہئے کہ ایسا ہو کہ ان کے ہر فرقہ
 سے ایک جماعت دینی تحقیقات میں لگی رہے
 اور جب وہ اپنے قوم کی طرف واپس ہوں تو
 انکو ڈرائیں تاکہ وہ احتیاط رکھیں۔

چھتری قوم یا ورن کے نسبت قرآن کریم اس طرح کہتا ہے

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًا كَانَتْهُمْ بَنِيَانًا مِّنْ حُرٍّ تحقیق اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پیار کرتا ہے جو
 ویش قوم یا ورن کی نسبت قرآن اس طرح کہتا ہے راہ میں جنگ کرتے ہیں صف باندھے ہو گویا وہ سیسے
پہلے ہرگز دیر نہ

رَجَالًا لَا تُلْهِهُمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ سلمانوں میں ایسے بھی لوگ ہونا چاہئے کہ ان کو انکی
 عَنِ ذِكْرِ اللَّهِ وَاقَامِ الصَّلَاةِ تجارت اور خریدی اللہ کے ذکر سے غافل نہ رکھے
 وَإِتَاءِ الزَّكَاةِ وَهُمْ لَا تَزِنُ يَوْمَئِذٍ وہ نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور اس
 تَنَقَّلَ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ دن سے ڈرتے ہیں جس دن انکے دل اور آنکھیں
 شُورَ قَوْمٍ يَّاورن کی نسبت قرآن کریم اس طرح کہتا ہے جائے

فَانْتَشَرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا دنیا میں یا زمین پر پھیل جاؤ اور جس طرح چاہو
 مِنْ فَضْلِ اللَّهِ رزق تلاش کرو۔

اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ روزگار بھی ہو تو فضل کے ماتحت ہو۔ اللہ کو بھول کر کوئی
 پیٹ پالنے کا کام نہ کرے۔ فقر و ہندان چار درونوں کو مہفت انسان کی اعمالی تقسیم

بنایا ہے۔ دُشمنو کھتا ہے۔

چار ورن میں نے بنائے ہیں وہ در
حقیقت صفتِ انسان کو اعمالی رنگ
میں تقسیم کیا گیا ہے۔

در بیان روح مکی

روح کا حامل وجودِ انسان ہے جو خلاصہ کائنات ہے۔ اجزاء کائنات نفوس کے
مجموعہ کا میدان ہے۔ کائنات کا کوئی روشن ذرہ سورج کا کام کر نہیں سکتا جب
سورج کے ذرات کو ایک جگہ جمع کیا جاتا ہے۔ تو وہ سورج کی صورت اختیار کرتا ہے
اور وہ دیہی کام کرتا ہے جو سورج کرتا ہے۔ روح بھی نفوس کے مجموعی کیفیت کا نام ہے
انسان خلاصہ کائنات ہے لہذا یہی وجودِ حاملِ روح ہے۔

آیہ کریمہ

يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ
عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

اللہ تعالیٰ نازل کرتا ہے یا آتا رہے ملائکہ کو
کیا تم اپنے امر سے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں

تمام ذرات کے مجموعہ کا نام روح ہے۔
کل ذرات عالم روح میں ہیں۔

انسان جو ایمان کا کامل ہے اس کا دل عرش اللہ ہے اللہ کی کرسی زمین و آسمان میں بھری ہوئی ہے۔ جب انسان اللہ کے لئے اپنے دل کا گھر خالی کرتا ہے کرسی نشین کی طاقت اس کے ذریعہ سے دنیا میں کام کرتی ہے۔ اس حال میں اس بندہ کا عالم کسب ختم ہوتا ہے۔ جس قدر انسان کی ایمانی طاقت بڑھی ہوئی رہے گی اسی قدر اس کی روحانی طاقت بھی بڑھی ہوئی رہے گی۔

آیہ کریمہ

دَسِ كُرْسِيِّهِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ | اللہ کی کرسی زمین و آسمان میں پھیلی ہوئی
عرش و کرسی لوح و قلم۔ یہ کل اللہ تعالیٰ کے صاحب حکومت و صاحب اقتدار ہونیکے
طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اسکی کرسی کا زمین و آسمان میں پھیلا رہنا دلیل ہے حکومت زمین

قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ عِشَّۃُ اللَّهِ
مومنوں کے قلب اللہ کا عرش ہیں
فقراء ہند اسکو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

قبروں یا مقدس مقاموں کی زیارت میں
 خیر خیرات میں ایثار و قربانی میں۔ لکڑی
 کی اور پتھروں کی مورتیوں میں جاہل انسان
 اللہ کو دھونڈتا ہے۔
 حالانکہ اس کا اللہ اس کے دل میں
 بیٹھا ہوا ہے وہ نہیں دیکھتا۔

یہی انسان کے اطراف اللہ کا نور کام کرتا رہے گا۔ جو زمین و آسمان کا نور ہے۔

آیہ کرمہ

يُقِمْ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ | اس دن دیکھیں گے تو مومن مرد اور مومن عورت

کَيْسَعِي نُوْرُھُمْ مِیْنِ اَیْدِیْھُمْ وَبَاَیْمَا ۛھُمْ کوئٹے لگے اور دہنے طرف دوڑتا ہوا ان کا نور۔
 ملاکہ اور روح کا تعلق چو لادامن کا ہے۔ ملکوتی طاقتوں کا صحیح استعمال انسان کو روحانی
 بناتا ہے۔ روحانیت زندگی ہے جب انسان زندہ ہو کر چلنے لگتا ہے تو یہ ملاکہ نور بن کر
 مشعل راہ ہوتے ہیں۔ ایسا انسان غلطی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہاں شیطان کا دخل نہیں
 رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی انسان کے تعلق فرمایا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَھِ عَلَیْھُمْ سُلْطٰنٌ
 اے شیطان مرے بندہ پر تیرا تسلط جم نہیں سکتا۔

آیہ ۱۱۱

اَوْ مَن كَانَ مِیْنًا فَاحِیْنًا وَجَعَلْنَا لَھِ سُلْطٰنًا لِّیَا جُوْشَحْصَ کَ تَعَا مَرْدَہِ پَس جَلایا ہم نے اسکو اور
 نُوْرًا مِیْمٰنِیْ دِہِ فِی النَّاسِ مَن مَثَلُہُ بتایا ہم نے اس کیلئے نور جس کی وسیلہ سے وہ چلتا لوگوں
 فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْھَا د میں کیا وہ برابر اس کے ہو جائے ہر دین اور اس کے کل نہیں
 ایسے روحانی انسان کی مرضی اور اللہ کی مرضی ایک ہو جاتی ہے۔ بیا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
 وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ اور نہیں چاہتے تم سولے اس کے کہ اللہ چاہے
 ایسے انسان کا کھنا خدا کا کھنا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے تعلق کرتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝
 وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا وہ جو بولتا ہے
 وہ اللہ کی وحی ہوتی ہے۔

روحانی مقام پر جب انسان کھڑا ہو جاتا ہے تو وہ معوض شدہ کھلا ہوا موت انہیں نہیں ہوتی
 وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ أَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ
 کُلُّ أَحْيَاءٍ وَكُلُّ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ
 بلکہ زندہ ہیں لیکن تم کو اس کے سمجھنے کا شعور نہیں ہے۔

انسان زندہ رہنے کیلئے پیدا ہوا ہے۔ نادانی سے وہ دائرہ گرد میں دھوکہ کھا کر مر جاتا ہے
 انسان تقدیر کا مالک یا تقدیر بدلنے والا بن کر پیدا ہوا ہے نہ کہ مقدرات کے ماتحت زندگی
 بسر کر کے مرنے کے لئے ہے تقدیر حیوانات کیلئے ہے۔ تقدیر مادیات کی حد تک ہے انسان مقدرات
 کو بدلتا ہے۔ یہ بات اس کو اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ روحانی بن جاتا ہے
 وہ موت پر فتح پاتا ہے۔ انسان جب اپنی خلقت کی غرض کو سمجھ جاتا ہے۔ اور جب عشق
 کی آگ میں تپ کر خجستہ ہو جاتا ہے تو اس نے ساتھ لائے ہوئے تقدیروں کو محو کر دیا۔ موت
 دار ذکر بنو الے غم جل چکے خود کو وحی و قیوم میں فنا کر دیا اب وہ کرتا ہے جو اس کو اپنے اندر
 لیے والا کرتا ہے روح اپنے جوڑے کیساتھ مل کر اپنی نسل کے بقا کا سامان کرتی ہے۔

وَمَا تَجْعَلُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ۖ اے انسانو! اللہ کیساتھ اور کو معبود و محبوب نہ بناؤ
 بے جوڑ مخلوق بے اطمینان نظر آتی ہے۔ اور جو مخلوق جس کام کیلئے پیدا کی گئی ہے اگر اس
 وہ کام نہ لے تو بے قرار رہتی ہے۔ انسان کو اطمینان اس وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ
 اپنے تخلیق کی غرض کو پورا کر نیو الا کام یعنی تزکیہ نفس کا کام اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔
 حیات جاوید بجز اطمینان قلب کے حاصل نہیں ہوتی انسان کو اطمینان اس وقت حاصل
 ہوتا ہے جب اسکی عقل کی پرواز ختم ہو جاتی ہے۔ اطمینان کی تالاش میں عقل انسان
 جس قدر راستے دھونڈے گی وہ کل عارضی رہیں گے کیونکہ انسان کی عقل خود عارضی
 ہے۔ عارضی وجود سے عارضی چیزیں پیدا ہونا ضروری ہے۔ نیند اطمینان دھونڈتی ہو
 جب تک عقل نہ ماری جائے نیند نہیں آتی۔ فکر بے قراری کی عبارت ہے بے یقیناری بے
 اطمینانی کی دلیل ہے۔ بے اطمینانی تخلیق کی غرض و غایت کے خلاف عمل کرنے کا نام ہے
 تخلیق کی غرض کا علم خالق کے طرف سے ہوتا ہے۔ خالق کلیم ہے کلام کا نزد دل بقا پر منحصر
 رکھتا ہے۔ بقا کا اُمیدوار وہی ہوتا ہے۔ جو منظر ہوتا ہے تزکیہ نفس اُسی کا ہوتا ہے جو
 اللہ کے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لا کر اس کی راہ میں فنا ہوتا ہے۔ یادہ خود برکت

وحی پاتا ہے۔

صلوات اور عروج لازم ملزوم ہیں۔ یہ عروج والی قربانیاں ضائع شدہ ہیں

جب تک وہ اپنے آپ کو نہ پہنچائے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ - پس (چلے تو) اپنے آپ کے آگے نماز پڑھ پھر قربانی کر۔

رب ایمان کا مالک ہے ایمان عمل صالح کا خالق ہے۔ عمل صالح رفعت کا ضامن

ہے رفعت روح کی حقیقت ہے دعاء دَاسِّ فَعْنِ روحانی بننے کے لئے ہے۔

عالم جبروت میں بے حساب ارواح ہیں بعض نے اندازہ لگایا ہے کہ ایک لاکھ اسی

ہزار ہیں۔ ان میں کوئی روح بہ انتہائے فنائیت وحدت الوجود کی اتباع کرتی ہے

تو وہ روح اعظم کھلاتی ہے ان ارواح کے منبع کا نام البوالارواح ہے یہ عالم لاہوت ہے

یہ مقام مقام وحدت کھلاتا ہے۔ یہ گنج مخفی میں جا کر احدیت کا مرتبہ حاصل کرتا ہے

یہ وجود رحمتہ للعالمین بن کر بخشش و عطا فضل و کرم جود رحم کی داد و دہش کرتا ہے۔

فقرا و مہند اسکو پرہیز کرتا کہتے ہیں۔ اور روح اعظم کو مہتا اور روح کو آتما کہتے ہیں۔

مرتبہ واحدیت عالم جبروت ہے اس مقام میں تمام ارواح داخل ہیں نفس منز

روح کے ہے اور موج کو پیدا کرنے والا جو پانی ہے وہ بدن ہے۔ اس بدن کو فقرا ہند استہول شریر کہتے ہیں۔ اور نفس کو جو موجزن ہے اسکو سوچیم شریر کہتے ہیں اور ان دونوں کو استہول کایا اور سوچیم کایا بھی کہتے ہیں۔ اور ان موجوں سے جو حجاب بنتا ہے اسکو آتما کہتے ہیں۔ زمین پر پانی ہے پانی پر حجاب، حجاب خلا میں بنا یا سے ظاہر ہوا۔ اور جب استہول اور سوچیم اس سے علیحدہ ہو گئے وہ خلا میں ضلال گیا یہی حال حیم کثیف جسم لطیف اور رومانیت کا ہے۔ روح اللہ کیساتھ ہے اور جب جسم کثیف اور جسم لطیف کا تسویہ ہوتا ہے تو اللہ کی طرف سے اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔

ایک کلام

مَحْمُودٌ سَلَوٰةٌ دَلَّحَ فَيْدٍ مِّنْ رُّوحٍ اِخْرَجَهُ اِنْسَانُ كِي هَر طَاوُ بَرَكِيَا اَو اَمْسُ اس اِنْسَانِي رُوحِ
جو انسان اصلاح پذیر زمانہ میں اپنی طاقتوں کو از روئے قرآن صحیح طور پر استعمال کرتا ہے
تو وہ زمانہ رُشد روحانی بن جاتا ہے۔ حجاب جس طرح موجوں کا نتیجہ ہے اسی طرح
روح بھی عمل کا نتیجہ ہے۔

یہ روح کے منازل ایسے ہی ہیں جس طرح علم کے منازل ہیں۔ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ میں فاد کا اندیشہ ہے مَا لَمْ يَعْلَمْ کَلِیدِ حُبِّت ہے۔ یہ علم عرفان روحانی انسان کا سرمایہ ہے۔ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کا علم ظنی ہے۔ اور مَا لَمْ يَعْلَمْ کا علم یقینی ہے۔ اکتا کے عیب پاک ہے۔ فقراء ہند کے پاس روح پانچ تھیلیوں کے اندر ہے جس کو وہ پنچ کوش کہتے ہیں وہ یہ ہیں ان کو کایا بھی کہا گیا ہے۔

جسم کثیف - جسم لطیف	سنگھٹا کایا - سہل کایا
جسم (قوة) ارادی - جسم محیط (قوة)	کھار کایا - مٹا کایا
مدرکہ بالذات، وراء الوراہستی	کھار کایا

راہنڈا کی تحصیل، راجان کی تحصیل	کھار کایا - کھار کایا
رہ ارادہ کی تحصیل، راجان کی تحصیل	کھار کایا - کھار کایا
رہ طینان کی تحصیل	کھار کایا

فقراء ہند کے پاس اٹینان حاصل ہو ہی نہیں سکتا جب تک عقل کا خاتمہ نہ ہو جائے

روح خستل ہر غنا صر سے اکاش بنا۔
 اکاش کے بعد ہو آبنی۔ ہو اے بعد
 آگ بنی۔ آگ کے بعد پانی بنا۔

اس کے بعد زمین بنی۔ زمین سے
نباتات بنے نباتات سے غذا
بنی۔ غذا سے خون بنا (ميواماش)
خون سے انسان بنا۔

انسان کو بظاہر مخلوقات عالم میں بلحاظ اعضاء اور صفات نفسی مشترک ہے

مقام وحدت میں وہ مخلوقات سے اس قدر الگ ہے کہ حیوانوں سے اس کا کوئی تعلق نظر نہیں آتا ایسے مسئلہ شئی بن جاتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اس میں بالقوہ روحانی وجود ہے۔ کائنات عالم اور قرآن کریم جس طرح اللہ رب العالمین کی کامل کتابیں ہیں اسی طرح انسان بھی اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب ہے۔ ان تینوں میں مطابقت ہے کیونکہ ان تینوں کا مصنف ایک ہے جبرئیل کا نزول کامل کتاب کے نزول کے وقت کامل انسان کی صورت میں ظاہر ہونا انسان کے اپنے کامل کمالات کے ظاہر کرنے کے زمانہ کو ثابت کرتا ہے اس وجہ سے آسمانی کتب میں قرآن کریم کو ہی خود کے روح ہونے کا دعویٰ ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ یہاں مخاطب کامل انسان ہونا ضروری ہے۔

وَكَلَّمَكَ اللَّهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ
 وَكَذَلِكَ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَرُوحًا
 مِنْ أَمْرِنَا

اور اسی طرح اے محمد، ہم نے تیرے طرف
 روح کو وحی کیا

اس سے پیشتر یہ آیہ کہ قل الروح من امر ربی بتاتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رب جو بصورت اللہ ظاہر ہوا جو واجب الوجود ہے اسی کے امر سے روح بنی ہے۔ روح کے بننے کے اسباب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذات سے

ہی وابستہ ہے۔ آپ کا وجود کامل بشیر و نذیر ہے۔ عالم کبیر کی تغیر کبیر ہے اسی وجہ سے آپ پر فضل کبیر ہے۔ کتاب آپ کی بے نظیر ہے۔ یہ محض فضل کے ماتحت ہے کائنات کے کل جن والنس جمع ہو کر اور اپنے مددگار بھی ساتھ لائیں تو بھی ایسی کتاب نہیں بنا سکتے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کامل کتاب کو روح پکارا۔

روح کی حقیقت یہ کہ وہ کبھی نہ مرے قرآن اس عقیدت سے روح اس طرح ہے کہ وہ ہر زمانہ میں زندہ ہے۔ اور ہر زمانہ کے انسان اسی سے زندہ ہوتے ہیں جب انسان اسکو چھوڑ دیتے ہیں یعنی کائنات کی کتاب مسخ ہو کر جن انسان کی خدمت کیلئے کھڑی ہوتی ہے وہ انسان روحانی ہے وہ مجسم قرآن ہے اس کے وجود سے ہی انسان زندہ ہوتے ہیں۔ جب ایسے انسان کو لوگ چھوڑ دیتے ہیں تو وہ مردہ ہو جاتے ہیں قرآن روح ہونکی وجہ سے وہ فاعل بالارادہ ہے اپنے متبعین کے اندر روح پھونکتا ہے۔ انکو اولیاء اللہ خوش قلب بناتا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کی وجہ سے قرآن کریم روح کھلاتا ہے۔ چونکہ روح ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اس وجہ سے روحانی انسان کی ہر حرکت ہر خیال ہر کام زندہ ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ اولیٰ قرآن

کریم تھے آپ کے متعین سب قرآن تھے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس بات کو ظاہر کیا کہا کہ میں قرآن کریم ہوں۔ جب ماویہ کی نوح نے دھوکہ دینے کیلئے قرآن کریم کو جھنڈے پر لگایا تھا تو لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا حضور جنگ کس طرح کریں قرآن کریم جھنڈے پر ہے آپ نے فرمایا۔ اسکی پرواہ مت کرو قرآن کا غدوں میں ہے میں تم میں زندہ قرآن موجود ہوں کافروں کو اس کا علم بہت تھوڑا دیا گیا ہے کیونکہ ان کی کل کتب قرآن کریم کے زبر میں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ قرآن کریم اولین کے کتابوں میں منقسم تھا۔ وہ کتب بالمقابلہ قرآن کریم کے ایسے ہی ہیں۔ جیسے حیوان انسان کے آگے۔ یہی وجہ تھی کہ کسی قوم سے بت پرستی محو نہ ہو سکی اور نہ ان کا کوئی ہادی اور نشان اور ضمام پرستی کو محو کر سکا۔ روح کا علم صرف قرآن کریم کے متعین کو ہونا چاہئے اور ایسا ہی ہے۔ فقیر اس بات کو ایک گھرے تجربے کے بعد کہتا ہے۔ میں نے متعدد غیر مسلم اقوام کے روحانیت کے دعویٰ اور بیٹوؤں میں بس کر دیکھا ہے ان میں نفسِ مطمئنہ کے نصف منزل سے کوئی آگے بڑھا ہوا نہیں ہے۔ غیر مسلم اکثر روح سے اتنے کو رہے ہیں کہ وہ قیاس کے اشار اور

شیخ فرید شکر گنج کے اشار میں فرق نہیں کر سکتے۔ بعد ظہور اسلام ہر زمانہ میں قطب اور ابدال جنکی وجہ سے زمین قائم ہے وہ ہر وقت مسلمانوں میں ہی رہے۔ اور اب بھی مسلمانوں

میں ہی قطب اور ابدال ہیں۔ وہی وجودیں زمانہ حال کے انقلابات کا باعث ہوئے ہیں۔ وہ مغرور و سرکش طاغیوں کو اپنے مقصد کے سامنے سر جھکا کر یا تباہ و برباد کر کے اپنا مطلب حاصل کر سیکر چھوڑیں گے۔ یہی روح ہے۔ یہہ روحانی لوگ وہی ہوتے ہیں۔ جو دنیا کو لات مارے ہوئے ہوتے ہیں۔ مثل المؤمن کمثل الطیر یزرقہ اللہ

تعالیٰ بغیر وسیلہ سب سے بڑی شناخت انہی میں ہوگی کہ ان کا رزق کہیں بند ہوا نہیں رہے گا۔ وہ کسی حکومت کے ماتحت نہیں رہیں گے وہ خود اولی الامر ہیں گے۔ ان کی حکومت شہنشاہوں پر چلے گی۔ اگر کوئی شہنشاہ ان سے سرکشی کرے وہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ وہ اللہ کے نور کی طرف اسی طرح بڑھیں گے۔ جس طرح ایک چلنے والا سورج کی طرف منہ کر کے جب چلتا ہے تو سایہ اس کے پاؤں کو لگا ہوا آتا ہے ان اللہ والوں کے قدموں پر بادشاہتیں اور دولتیں خود آکر پڑیں گے وہ اس کی خواہش نہیں کریں گے۔

کثیف اور جسم لطیف میں فضا کرنا نہیں چاہے گی اور نہ آرزو کرے گی اور نہ توجہ ہوگی
لہذا روحانی انسان وہی ہے نہ اسکو وجاہت دنیائی کا خیال ہے اور نہ اس کے پاس
روٹی کا سوال ہے اور نہ حکومت و سیاست کا دھن۔ سب اُس کے لئے ہے وہ اللہ کے
لئے۔ اللہ روحانی انسان سے ظاہر ہوتا ہے وہ بندہ ہر طاقت پر قابض ہو کر اُس
کا ثبوت دیتا ہے۔

عالموں کا بیان. اے جی

فقراء اسلام کے پاس پانچ عالم ہیں۔ عالم ناسوت۔ عالم ملکوت۔ عالم جبروت۔
عالم لاہوت۔ عالم ہاہوت۔ اور چہرہ عالم کے بھی قائل ہیں۔ عالم شہود۔ عالم افعال
عالم ارواح۔ عالم واحدیت۔ عالم وحدت۔ عالم احدیت۔ فقراء ہند اس کو اس
طرح بیان کرتے ہیں۔

کثیف - لطیف - ارادی -

ارادی بذات - مدک بالذات - مکھ کا ۶۹. ۷۰ کا ۶۹

خواب - غنودگی - بیداری

استغراق - انتہائی استغراق

فقر اور ہند (توریا) استغراق میں اور تین کیفیتیں پیش کرتے ہیں وہ یہ ہیں۔

احساس - نور - کلام

توریا لاہوت کو کہتے ہیں۔ وہ محض ذات ہے وہ محیط اور شامل اور جامع اور عین ہر سہ عالم ہے۔ جو فقر اور ہند سرگ - مرتے اور پائال کہتے ہیں اور حضرت حقیقہ الحق جو فقر اور ہند ٹوٹے کہتے ہیں وہ مرتبہ ہوتیت ہے۔ جب وہ مرتبہ ہوتیت سے نزل کرتا ہے تو لاہوت میں آتا ہے وہاں سے جبروت میں پھر وہاں سے ملکوت میں اور پھر وہاں سے ناسوت میں یعنی عالم شہود میں آتا ہے تو انا بشر مشکم کہتا ہے۔

بیان نور ذات

نور ذات جب جلال میں آتا ہے تو بزرگ آفتاب یا بزرگ یا قوت یا بزرگ آتش ظاہر ہوتا ہے۔ اور جب نور ذات جمال میں آتا ہے۔ تو بزرگ چاند۔ بزرگ مروارید یا بزرگ پانی ظاہر ہوتا ہے۔ نور ذات وہ ہے جو صفات سے منزہ ہے۔ وہ اولیا اللہ

کی ذات سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورٍ
 مَنِ يَشَاءُ۔ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ۔
 اولیاء اللہ میں کل الوجوہ بیدار رہتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں۔ سنتے ہیں۔ سونگھتے ہیں
 ذائقہ بھی ہے۔ اور انکو مس بھی ہے۔ مگر ان کو کوئی تعلق حواسِ خمسہ ظاہری سے نہیں
 رہتا ہے۔ وہ ظاہری روشنی کے محتاج نہیں۔ ان کے حواسِ خمسہ ظاہری اور حواسِ
 خمسہ باطنی وہ کل ایک دوسرے کے عین ہو جاتے ہیں۔ ایک ذات ہو جاتے ہیں۔
 اس کو نظر ذات کہتے ہیں۔ وہ درحقیقت نور ذات ہے۔ اس فکر کی تعریف میں حدیث
 شریف یہ ہے۔ تَفَكَّرُ السَّاعَةِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِ الثَّقَلَيْنِ۔ ایک گھنٹہ کی فکر بہتر ہے دو گھنٹہ کے
 وزن دار عمل سے۔ نور ذات کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضِ۔ اللہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ فقراء ہند اس کو جوتی سرپ کہتے ہیں
 اور سد اپر کاش اور سوم پر کاش یعنی خود بخود دمنور ہونی والا اور ہمیشہ روشن کہتے
 ہیں خواہ عالم اس پر نمایاں ہو یا نہ ہو۔ فقراء اسلام نور کو منور سے تفسیر نہیں کرتے
 اور منور سے تعبیر بھی نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں اللہ زمین و آسمان کا نور ہے۔

مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ یعنی مثال اس کے نور کی ایسی ہے۔
ایک چراغ دان ہے۔ اس میں چراغ ہے۔ المِصْبَاحُ فی نُرِّ جَاجَةٍ وہ چراغ ایک
حُبَابِ میں ہے اَلنُّرُّ جَاجَةٌ کَاثِفًا کَوْنُ کَبِّ دُرٍّ مِثْلٍ وہ حُبَابِ گویا وہ ایک
چمکتا ہو استارہ ہے۔ یُوَقَّدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ نَرَّتِیُونَةُ لَا شَرْقِیَّةٍ
وَلَا غَرْبِیَّةٍ۔ وہ چراغ ایک درخت مبارک سے روشن ہوتا ہے۔ وہ درخت
زیتون کا ہے نہ وہ شرقی ہے اور نہ مغربی۔ یَکَادُ نَرَّتِیَہَا یُضِیُّ وَلَوْ لَمْ تَمْسُکْ
نَارٌ قَرِیبٌ ہے کہ اس کا روغن روشنی بخشے اور اگر اس کو آتش بھی نہ چھوئے
کُنْتُ عَلٰی نُورٍ نُوْرٌ ہے نور پر یہ دلی اللہ لِنُورٍ ہے مَنْ یَشَاءُ اللہ تعالیٰ
ہدایت دیتا ہے اپنے نور سے جو چاہتا ہے۔ سمجھدار فقیر مشکوٰۃ سے یہ مراد لیتے ہیں۔
کہ وہ اجسام عالم کا خلاصہ ہے۔ یہ وہ ذات ہے جہاں مجموعی حیثیت سے عالم آیا
ہے اور عالم کا نور جسکو نور السموات والارض کہتے ہیں۔ وہ بھی مجموعی حیثیت سے آیا ہے
جسکو مشکوٰۃ کے اندر کارون روشن چراغ کہا گیا ہے۔ مشکوٰۃ مجسم مبارک مصباح نور ذات ہے
حباب روح اعظم ہے وہ روح اعظم بوجہ قرابت قریب اور بوجہ کمال فنائیت مصباح

نظر آتا ہے۔ یعنی چراغ کی روشنی کا جو گردیدہ بنا ہوا ہے۔ وہ بذات خود روشن معلوم ہوتا ہو۔ مطلب اس چراغ سے وجود کا نور ہے اور شجر مبارک کی مثال ذات کی ہے مشرقیت اور مغربیت کی حدود بندی سے منزہ یعنی وہ سمت سے منزہ ہے۔ اور تیل روح اعظم ہے یعنی غایت اطاعت اور صفائی سے خود بخود روشن ہے وہ محتاج روشن کئے جانے کا نہیں ہے۔ صوفیاء اسلام اس مقام کو مقام صدیقی کہتے ہیں۔

نرُجاً جلد مرتبہ روح میں ہے مگر وہ اعظم ہونے کی وجہ سے خود بخود روشن ہوتا ہے وہ محتاج روشن کئے جانے کا نہیں ہے۔ یہ نہ رجا جہ نور ہے نور پر۔ یعنی انتہائی درجہ صفائی رکھنے کی وجہ سے نور کی روشنی نور پر ہے۔ اسکو کوئی نور سے علیحدہ کر کے دیکھ نہیں سکتا۔ نور ذات پردہ روح الارواح کے ظاہر ہے۔ اور روح الارواح اور پردہ ارواح اور ارواح جسموں کے پردہ میں اسی طرح ہیں کہ چراغ اپنے تیل کے ساتھ حُباب کے پردہ میں ظاہر ہے۔ اور حُباب طاقچہ کے پردہ میں یہ تمام ذات کی نسبت سے روشنی پر روشنی بڑھائے ہوئے ہیں۔ فقراء ہند اس نور کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

پہلا تیام جو درختوں کا گن ہے۔ اسکو تارک کہتے ہیں | اکیڑا اکھڑا کھڑا

دوسرا سجدہ جو شیخ ریگنے والے جانوروں کی نظر آتا ہے
 تیسرا سجدہ جو پہاڑوں میں نظر آتا ہے۔
 چوتھا رکوع آدھا چاند جو چوپایہ جانوروں میں نظر آتا ہے
 پانچواں ان سب کا مجموعہ نطفہ انسان میں ان
 سب کا سما جانا ہی نور کی صورت ہے۔
 فقراء ہند اس کی تفصیل ناؤ کرتے۔ بندہ سے کرتے ہیں پہلے کلام تھا اس نے جسم اختیار
 کیا تو وہ کائنات عالم بنا وہ جمع کیا گیا تو انسان بنا یہ انسان ہی خلاصہ نور یا نور
 ذات ہے اس کا اظہار کائنات کی تفصیل میں ہے۔ وہ بصورت الف درخت ہیں
 اور بصورت (ح) ریگنے والے جانور ہیں اور بصورت (د) کل پہاڑ ہیں اور بصورت
 (د) کل چوپایہ جانور ہیں۔ یہ سب صلوات میں ہیں۔

آیہ کریمہ

الَّذِينَ تَرَاءَتْ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي
 السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ صَفِطٌ
 اے حمد کیا تو نے نہیں دیکھا تحقیق وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح
 جو آسمانوں اور زمین میں نکرتے ہیں اور پرندہ صاف

اَكْلٌ قَدْ عَلِمَ صِلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ | ہندو ہوتے ہر ایک انین کا تحقیق جان چکا اپنی نماز اور
وَاللّٰهُ عَلَيْهِمْ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝ | اپنی تسبیح اور اللہ بہتر جانے والا ہے وہ جو کچھ کر رہے ہیں

جامعیت والے نور کا نام احمد اور جامعیت والی نماز نماز وسطیٰ قعدہ قیام رکوع
سجدہ اس حقیقت سے فقراء ہند نور ذات احمد کو مانتے ہیں۔ اکثر کو اس کا علم نہیں
ایک نمازی جامعیت والی نماز اس کے عناصر کے چیس گنوں کو عروج و نزول کا
خیال رکھ کر پڑھتا ہے اس کے اطراف زمین و آسمان کا نور آجاتا ہے۔ اس سے بڑھ
کر اس مدرک بالذات فاعل حقیقی میں فنا ہونا چاہتا ہے تو اسکو فقراء اسلام
ذکر اللہ کہتے ہیں اس ذات میں فنایت انسان کو روحانی بناتی ہے۔ اس نور میں
خود کو ایک زندہ فاعل بذات وجود دیکھتا ہے وہ وہی کرتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔

چونکہ نور کا کام انسان کو فحش اور منکر سے بچانا ہے اس وجہ سے ایک نمازی فحش و
منکر سے بچ جاتا ہے۔ چونکہ وہ مخلوق کو فحش اور منکر سے بچانیکے لئے پیدا ہوا ہے۔
اس مرتبہ کو وہ اللہ میں فنا ہو کر حاصل کر سکتا ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ کہتا ہے
اِنَّ الصَّلٰوةَ لَا تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ بَعْدَ مَا زَجَّحْتَ لِرَبِّكَ نَفْسَكَ ۚ

کو فحش اور منکر سے بچاتی ہے۔ مگر خود بچا نیوالا جتنا ہے لہذا وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ فرمایا
یعنی اس نماز سے اللہ کا ذکر بڑھا ہوا ہے۔ فقراء ہند پنج گوش میں نور کے ذکر کو جسم
لطیف اور جسم کشیف کے مد تک سمجھا کر۔ ارادہ اور عقل اور اطمینان ان تین لطیف تر
تعلیلوں کے اندر روح ہے کہا ہے اور اس مقام کو شونئے استہل بتایا ہے۔ اس
کے متعلق کہتے ہیں۔

جہاں تک آنکھوں کو نظر آتا وہاں تک فنا نہیں ہوتا ۵ چھ ۵ کھک ۵ پٹ ۵ دھ
مطلب یہ ہے کہ اس سے آگے گزرنیکے بعد بچا ہے۔ فقراء اسلام نے اس کے متعلق یہ
کہا اَفْضَلُ الذِّكْرِ كَلَامُ اللَّهِ اَکْثَرُ بَہْرَیْنِ ذِکْرُ لَا اَلِیَعْنِیْ میرا کوئی معبود نہیں میرا
کوئی مقصود نہیں میرا کوئی محبوب نہیں میرا کوئی مرغوب نہیں میرا کوئی مطلوب نہیں
اَللّٰہ کے یہ مقام فنا ہے روح جو ملائکہ کو اپنے ساتھ لیکر نازل ہوتی ہے وہ بھی مقام
فقراء ہند کے پاس توحید کے چار مقام ہیں۔

دُوْنِیَّتٍ وَ اٰمَدِیَّتٍ۔ یہ صفات اللہ ہیں۔ اللّٰهُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَ کَعْلَا لَوَ اٰحَدُ
اَلْقَهَّارُ۔ اللہ ہر چیز کا خالق ہے وہ ایک ہی ہے قہاریت میں۔

أَدْوَيْتَ - وحدت - وَإِذَا كَلَّمْتِ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَوْ أَعْلَا
أَدْبَارَهُمْ نَفْسًا -

اور جب تو قرآن میں ذات وحدت کا ذکر کرتا ہے تو وہ لوگ

پیٹھ پھیر کر نفرت کرتے ہوئے بھاگ جاتے ہیں۔

وَشَيْءٌ أَدْوَيْتَ - وحدت خصوصی - هُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ - وہ تمہارے ساتھ
لگا ہوا ہے جہاں تم رہتے ہو۔

شَکْتِ أَدْوَيْتَ - وحدت وجودی - إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ
اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ تَحْقِيقٌ وہ لوگ جو تیری بیعت کر رہے ہیں
و حقیقت وہ اللہ کی بیعت کر رہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

بیان رویت اللہ کا معنی

فقرا ہند رویت اللہ کو ساکشات کا کہتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو اس سر کے آنکھوں سے دیکھنے کے قائل ہیں۔ جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا دنیا اور آخرت میں خواہ چشم ظاہر سے ہو یا چشم باطن سے وہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کامل کا کام ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ اور کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تمام اہل کتاب کل اہل بعیرت اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ ان آنکھوں سے جو سر سے لگی ہوئی دکھتا ہے۔ نا فہمیدہ اور نادان اپنے دین سے ناواقف رویت اللہ سے انکار کرتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ بات ہے کہ وہ ذات مقدس کہ جو ہر چیز پر قادر ہے وہ اپنے دیدار سے اپنے بندوں کو مشرف کرائے پر بھی قادر ہے۔ اس مسئلہ میں اہل سنت و الجماعت خصوصاً حنفی عقیدہ یہ ہے کہ انسان اللہ کو دیکھ سکتا ہے وہ پردہ لطیف میں جلوہ گر ہے۔ آخرت میں وہ مادی آنکھوں کو دکھیگا۔ اس عقیدہ کی بنا پر صوفیاء کرام یہ کہتے ہیں کہ آخرت جب حشر اجداد کی ہے اور وہاں جب اللہ ان مادی آنکھوں کو دکھتا ہے تو ثابت ہوا کہ وہ اپنے بندوں کو سر کے

آنکھوں سے اپنی دیدار سے مشرف کرنا اس کی سنت میں داخل ہے۔ تو کیا وجہ کہ وہ ہر وقت بہر طور ہر جگہ اپنی دیدار سے مشرف کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ جب اللہ اس دنیا میں اپنا دیدار نہیں کرتا تو یہ لازمی ہوا کہ وہ آخرت میں بھی نہیں کرتا

آپ کا کرم

وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ | اور جو شخص اس دنیا میں اللہ کی دیدار اندھا ہے
فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ | وہ آخرت میں بھی اللہ کی دیدار سے اندھا ہے۔

اس سلسلہ میں فرقہ معترضہ نے خطائے عظیم کی ہے۔ وہ کہتے ہیں اللہ کا دکھنا ممکن ہے مگر اس کی کوئی صورت نہیں۔ جاننا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ نے اپنی ظاہرہ آنکھوں سے اور رُویاء میں اللہ کو انسان کی صورت میں دیکھا۔ اور اس سے کلام شاہِ مسلمانوں کا جب عقیدہ آخرت پر ایماناً ہے تو ان کا فرض ہوا کہ آخرت میں دیدار اللہ یا رویت اللہ بخشم سر ہونے پر بھی ایمان ہونا چاہئے۔ علماء ظاہر نے جو اختلاف کیا ہے۔ معنی اور ظاہرہ لفظ میں ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ کیا آپ نے

اپنے رب کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ کُذِّرْ اِنِّیْ اَسْرَاۤءُ۔ وہ نور میرے ساتھ ہے اور
 میں دیکھتا ہوں اُس کو اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ وَجُوۡہُکُمۡ مِّنۡ اِنۡفَاصِ
 اِلٰی سُرِّہَا نَاظِرَۃٌ یعنی اس روز (بروز قیامت) بعض چہرے تروتازہ رہیں گے
 اپنے رب کو ان آنکھوں سے دیکھیں گے۔ نظر اس سر سے لگی ہوئی آنکھوں کے عمل
 کو کہتے ہیں جسرا جہاد خود اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ مادی آنکھیں ہوں گی
 جو اللہ کو دیکھیں گی۔ باوجود اس ثبوت کے معتزلہ اللہ کی دیدار یا رویت اللہ کے قائل
 نہ ہونا یہ ان کی ہٹ و صرعی ہے۔ یا کور باطنی ہے۔ اہل ہنود و یدار خدا عالم شہود
 میں مانتے ہیں اور ان کا یہ عام عقیدہ ہے گران میں ایک مختصر سا فرقہ ہے جس کو آریہ
 کہتے ہیں۔ وہ یدار خدا کے قائل نہیں وہ خشک ہیں ہٹ و صرعی ہیں کور باطن ہیں معتزلہ
 اللہ کے یدار محال کی تائید میں یہ آیت نلتے ہیں مَّا کُنۡدِرُکَۃٌ اِلَّا بَصَاسٌ رَّحُوۡقٌ
 یدیر کُ اِلَّا بَصَاسٌ رَّحُوۡقٌ اللّٰطِیۡفُ الْخَبِیۡرُ کوئی آنکھ اس کو دیکھ نہیں سکتی
 اور وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے۔ وہ لطیف اور خبیہ ہے کور باطن لوگوں کے مطلق اللہ
 تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَکَلَّمُہُمۡ اَنۡعَمَ عَلَیۡہِمۡ ذَنۡبُہَا۔ آنکھو رکھ کر بھی نہیں دیکھتے

اسی طرح کا کلام ذات رسول الثقّلین صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھنے والوں کے متعلق ہے
وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ۔ اے محمدؐ آپ انکی آنکھوں کو دیکھتے
ہو اور وہ آپ کو دیکھ نہیں سکتے۔ فیصلہ ہوا کہ جس نے حضور انور کو دیکھا اس نے اس
ذکر کو دیکھا جس کی نسبت انبیاء سابق نے بشارات دی تھیں کہ وہ ربّ الافواج
آئیوا لا ہے وہ باغ کا مالک آئیوا لا ہے جس کے فرزند عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ہاویان
اقوام ہند نے بلا استثنیٰ کہا کہ ایشور آئیوا لا ہے۔ ثابت ہوا کہ جسم اطہر سے اللہ کا تعلق
لازم ملزوم ہے۔ اس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا کہ مَنْ رَأَىٰ عَرَفَنِي فَقَدْ
رَمَعَ الْحَقَّ صَوَّفِيَا کرام کے عقیدہ کو مضبوط کرتا ہے۔ ذات واجب الوجود ہمہ اوست ہے
وہ بصر سے الگ نہیں اس کے پاس قربت اور بُعدت کوئی چیز نہیں۔ تَقَرُّبٌ بِالسُّؤَالِ
کی حدیث سے ثابت ہے۔ اللہ جسم انسان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس حدیث کے الفاظ
جسم کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

حدیث شریف

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَمَا زَالُ عَبْدِي | یہ بے بندہ نوافل کی بیشکی سے تقرب میرا حاصل کرتا

يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّدَاخِلِ حَتَّىٰ أَحْبَبَهُ ۖ
 فَإِذَا أَحْبَبْتَهُ كُنْتُ سَمِيعَهُ الَّذِي
 يَسْمَعُ بِهِ ۖ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ ۖ
 وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي
 يَمْشِي بِهَا الْخَرَّ ۖ

یہاں تک کریں اس محبت کرنے لگتا ہوں اور جب
 میں اس محبت کرتا ہوں تو اس کا ہونا ہوتا ہوں
 جس سے وہ سنا ہے۔ آنکھوں جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے
 اس کا ہونا ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اس کا
 پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

اللہ کا رسولوں کو مبعوث کرنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ ان رسولوں کی عبادت
 کرے بلکہ خود کی ذات کو منوانا مطلب ہے۔ جب تک رسول وہ کام نہ کرے جو کسی
 بشر کی طاقت خواہ وہ انفرادی حیثیت سے ظاہر ہو یا اجتماعی جس میں جمہوری اور
 شخصی حکومتیں بھی داخل ہیں۔ اللہ کے وجود کا ثبوت نہیں ملتا۔ رسول مظہر اللہ ہوتا
 ہے وہ اللہ کی غرض کو پوری کر کے اس کی ذات کو اپنی ذات سے جبار اور قہار سرکش
 اور طاعنی طاقتوں کو تباہ و برباد کر کے منوا کر جاتا ہے۔ اس وقت زمین ظلم و جور سے
 جوہری رہتی ہے۔ وہ نور رب العالمین سے معمور ہوتی ہے۔ جس نے اپنے زمانہ کے
 رسول کو دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا ختم رسالت کے بعد اولیاء اللہ بھی جو وارث انبیاء

ہوتے ہیں ذات اللہ کو اپنے مادی جسم میں دکھا کر منوا کر رخصت ہوتے ہیں۔ ان کے
 زمانہ میں مصائب و آلام اس قدر ہولناک ہوتے ہیں کہ دنیا کے ہر معاملہ کے فیصلہ کرنے
 والے اس انقلاب کے فیصلہ کرنے سے عاجز رہتے ہیں مخلوق بالوس ہو کر ہر جگہ ہر وقت
 یہ کہتی ہوئی دکھائیگی اب اللہ ہی فیصلہ کرے۔ اس وقت اس ہستی پر کسی کی نظر
 نہیں پڑتی تھی وہ کہڑا ہوتا ہے۔ فیصلہ کر کے بتاتا ہے کہ اللہ نے یہ فیصلہ کیا ہے
 بے ایمانوں! اب تو بھی اللہ پر ایمان لاؤ۔ اللہ کو دیکھنے کے مختلف مقامات ہیں اللہ کو
 دیکھنے کا پہلا مقام خواب ہے دوسرا مقام بخودی تیسرا مقام ایک تیسرے خاص میں دیکھنا
 ہے۔ چوتھا مقام اس ذات و وحدت کو کثرت میں یعنی ہر جگہ قوت تدبیر سے کام کرنا
 ہوا دیکھنا ہے۔ اور پانچواں مقام بیداری میں سر کر آنکھوں سے دیکھنا ہے۔ حضور
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کل مقامات حاصل تھے۔ اللہ کو دیکھنے کے لئے آخر
 جو مخصوص کر رکھا ہے وَ تِلْكَ الْآيَاتُ لِقَدْ اَنْزَلْنَاهَا بَيْنَ الدَّائِسِ کی بنا پر ہر قیامت
 صغریٰ۔ اور ہر قیامت کبریٰ اور ہر قیامت وسطیٰ میں خاصان حق اللہ کو سر کی آنکھوں
 سے دیکھتے ہیں یہ زمانہ اس کی صفت ہو الظاہر کا ہے۔ و ذرمانہ اَللّٰهُ تَبَّتْ اَلْاَرْضُ

بُنْشِ رَبِّهَا کا ہے اس کی سنت میں خواہ وہ دیدار کی سنت ہو یا کردار کی سنت
 ہو کبھی تبدیلی نہیں پاؤ گے وہ ذات و صفات سے لازوال ہے۔ اَلَا نَ کُھَا کَانَ
 اس حقیقت کو فقرا و مہند نے اس طرح بیان کیا ہے۔ وہ اللہ کو بچوں جیچکوں کا
 اعتراف کرتے ہوئے انسانی جسم میں اللہ کے دیکھنے کے قائل ہیں۔ اس ربّ العالیٰ کو
 سچکھتا کار کہتے ہیں۔ یعنی وہ جسم بیکر عالم شہود میں آتا ہے۔ وہ اس طرح ہے۔

وہ ذات قیل و قال سے دور و گماں	وہ ذات قیل و قال سے دور و گماں
دور ہے۔ اندازہ و قیاس سے دور غیر مری ہے	دور ہے۔ اندازہ و قیاس سے دور غیر مری ہے
نہ وہ نکتہ ہے اور نہ وہ طرف ہے اور نہ	نہ وہ نکتہ ہے اور نہ وہ طرف ہے اور نہ
وہ لفظ ہے۔ یہی برہم ہے وہ بزم کیا ہے	وہ لفظ ہے۔ یہی برہم ہے وہ بزم کیا ہے
وہ اطمینان ہے انتہائی آرام ہے۔ کمال	وہ اطمینان ہے انتہائی آرام ہے۔ کمال
معزیت کی صورت ہے۔ (ذات خود خدا کی صورت)	معزیت کی صورت ہے۔ (ذات خود خدا کی صورت)
دو ہونی سے بعید ہے۔ آسمان جیسا ہر جگہ	دو ہونی سے بعید ہے۔ آسمان جیسا ہر جگہ
پھیلا ہوا ہے۔ وہ تو ہے۔ وہ اللہ کا آثار ہے	پھیلا ہوا ہے۔ وہ تو ہے۔ وہ اللہ کا آثار ہے

ایک ہے دائمی ہے۔ بے عیب کلام والا ہے
 سب کا عینات کی اشیاء کا شاید ہے۔
 اندازہ سے دور ہے۔ تین عفتوں سے منزہ
 اے پتھے گرد تو سب کچھ ہی میں تیری اطاعت
 کرتا ہوں۔ گرد خدا ہے گرد پرہم ہے۔
 گرد دشمن ہے۔ گرد مصیبت ہے
 گرد رویت پر برہم ہے۔
 اسلئے اعلیٰ ہستی دا۔ تیری فرمانبرداری کرتا ہوں

حدیث رویت اللہ

فَيَا أَيُّهَا اللَّهُمَّ إِنِّي صُورَةٌ غَيْرُ صُورَةٍ
 الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا سُبْحَانَكَ
 نَقِصُورُ لَوْ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ هَذَا
 مَكَانًا حَتَّى يَأْتِيَنَا مَرَبَّنَا إِذَا جَاءَنَا

مشرکے دن ایسا اللہ مسلمانوں پاس غیر کی اُس مشرک
 میں جھکو وہ پہچانتے ہیں۔ اور کہیں میں تمہارا رب ہوں
 لوگ کہیں نعوذ باللہ سے کہ یہ ہمارا مکان کردہ ہمارا پاس
 رب آئے گا۔ اب ہمارا پاس آئے گا۔ ہمارا رب تو پہنچے گا۔

سَرَبَّنَا هَرَفْنَا فَيَا قِيَّتَهُمُ اللَّهُ فِي
 صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَقُولُ
 أَنَا
 سَرَبَّنَا فَيَقُولُونَ أَأَنْتَ سَرَبَّنَا
 فَيَتَّبِعُونَكَ (کنز العمال)

اسکو پس آئیگا ان کا رب اس صورت میں جسکو وہ پہچانتے ہیں پس وہ کیسے میں تمہارا رب ہوں پس کہیں گے مسلمان تو ہمارا رب ہے پس وہ اتباع کریں گے اس کی۔

ہر اہل کتاب اور ہر فہمیدہ گروہ اللہ کا انسان کی صورت میں آئیکے قائل ہیں فردوسی نے ہندوؤں کے عام عقیدہ کو ان کی کتاب بہگوت گیتا سے اس طرح بیان کیا ہے۔ یعنی اس کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا ہے۔ یعنی ان کا خدا دشمنو کہتا ہے چوں بنیاد دیں ست گردو ہے تو نمایم خود را بشکل کے

غیر کی صورت میں یعنی جس تو تم اللہ کے آنے کی بشارت ہو یہ اسکی سنت ہے کہ وہ غیر مذہب والے کے نام و لباس میں آتا ہے تاکہ لوگ امتحان میں پڑھ جائیں صوفیا کرام کا عام مقولہ ہے۔ ہر دم بہ لباسِ دیگر آں یار برآمد

اس بات کا سرسے انکار کرینوالی جماعت سامانوں میں مغترلہ جماعت ہے اور ہندوؤں میں آریہ سماجی تَفَحُّتِ ذِبِّہِ مِنْ سُرْدِجِی منظر اللہ کا تمام ہے۔ فَسَجَدُوا لِلْمَلٰئِكَةِ

وَلَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ مَوْحِنِينَ هِيَ - اَلْبٰی وَ اَلنَّسْتَا بِرُحْمٰنٍ مِّنَ الْكَافِرِ فَرِحْنَ - رَوَتْ
اللہ کے منکر لوگ ہیں۔

در بیان اسماء اللہ

اسماء اللہ فقرا و ہند کے پاس ایک ہزار ہیں اور فقرا و اسلام کے پاس نو ذہ پر نو دہل
غیب الغیب واجب الوجود کے ماتحت ہیں جس کو فقرا و ہند شونے زرگن وہ زکار کہتے ہیں
صوفیاء اسلام جب ذات واجب الوجود غیب الغیب کو جب علم سے نسبت کرتے ہیں
تو حکیم کہتے ہیں۔ فقرا و ہند اس کو گنان کہتے ہیں۔ اور اسم حنی کو نتے اور قادر کو
سامرتے۔ مرید کو سکھ یا شیخے اور سمیع کو شرونیٹیا اور بصیر کو زرشٹما جب واجب
الوجود غیب الغیب کو کلام سے نسبت کرتے ہیں تو صوفیاء کرام حکیم کہتے ہیں۔ اور فقرا
ہند اوم۔ یہ اوم اکار۔ اکار کا کاد کا سا سنتہ ہے دوسرے عبارت میں اسکو ناد۔ کرٹے
ہند کہتے ہیں۔ اور حق کو سبو کہتے ہیں۔ اِنِّ اِنَّا اللہ کی جگہ اہم برہم ہنسی۔ چونکہ زبان
ہندی میں اللہ کے اسم ذات کا کوئی لفظ نہیں ہے۔ اس وجہ سے اللہ کو برہم کے نام سے

پکارا گیا ہے۔ فقراء ہند فرشتوں کو دیوؤں کو بتاتے ہیں۔ منظرنا اکو سا کچھات پر تاکتے ہیں
 آؤ تار آؤ ترن سے ہے یعنی اترنا سے ہے۔ جس کو عربی میں نزول کہتے ہیں۔ ہندو
 کے پاس وشنو (رحیم) صفت کے دس دفعہ کا نزول ہے اور ایشور (رب العالمین
 کا نزول (۲۸) دفعہ ہے۔ جب صفات سے اللہ تعالیٰ نزول کرتا ہے تو ذات کے
 نزول کو بھی مانا گیا ہے۔ صوفیا کرام ذات کے نزول کو انا بشیر مشکم وہ ذات
 وحدت الوجود کو مانتے ہیں۔ اس نزول کو فقراء ہند سا کچھات پر تاکتے ہیں۔
 فقراء ہند وحی کو آکاش والی کہتے ہیں۔ وحی کے نزول کے پیشتر جو آواز جس اور
 آواز زنبوراں ہے اس کو جھنکارا اور اؤٹکار کہتے ہیں۔ فقراء ہند آسمانی کتاب کو
 ویدا اور گیتا کہتے ہیں۔ ان کے پاس پانچ ویدا اور دو گیتائیں ہیں۔ چار وید۔ رگ وید۔
 سام وید۔ اتھرو وید۔ یجر وید ان کے پاس موجود ہیں۔ پانچویں وید کی نسبت پر تو تاکتے
 ہیں کہ وہ نازل ہوئیو الہ ہے۔ پرتو کے لفظی معنی پڑھتے ہیں جس کو قرآن عربی زبان میں
 کہتے ہیں۔ حوران جنت دیوتیاں۔ دیب دیو جن کو رکاس کہتے ہیں۔ اور شیطان کو
 پشاجی۔ آدمی کو پرنس۔ دلی کو شرن۔ نرشی دینی کہتے ہیں۔ بنی کو مھا۔ مہ پر وادی

اور بعض دفعہ نبی کو اوتار بھی کہتے ہیں۔ حضور درخام صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہندوؤں کی مستند کتاب مثلاً بہا و گت پُران کلکی پُران اور جھوٹے پُران میں واضح اور بظاہر سیکڑوں پیشگوئیاں ہیں۔ آپ کی ذات کی نسبت بھی اوتار کا لفظ استعمال کیا گیا ہے دو گیتاؤں میں پہلی گیتا جو ہے وہ شیو گیتا ہے جو سری رام جی پر نازل ہوئی اس کے ویجاہ میں لکھا ہے کہ کلام کے نزول کے پیشتر گھنٹیوں کی آواز آئی چاند کی روشنی کی طرح نور ظاہر ہوا اس نور میں بیل پر ایشور سامنے آیا اور دوسری گیتا بھگوت گیتا ہے جو سری کرشن جی پر نازل ہوئی اس کتاب میں سچی کلام کا ڈھب ہے سری رام جی سے جو کلام ہوا ہے وہ مخاطبت والا ہے وہ اس طرح ہے مثلاً۔

وید کی آیات سے ہم نہیں ملتے۔ نہ شرع کی | ॐ दत्ते दत्ते दत्ते दत्ते दत्ते दत्ते दत्ते
پابندی ہم ملتے ہیں اور نہ اُحل بچو سے۔ | ॐ नमो नमो नमो नमो नमो नमो नमो
دبیان کیا تو جو ہمارا ذکر کرتا ہو | ॐ नमो नमो नमो नमो नमो नमो नमो
ہم اس کا ذکر کرتے ہیں۔ | ॐ नमो नमो नमो नमो नमो नमो नमो

بھگوت گیتا کا کلام خودی کا ہے یعنی میں کا لفظ ہے۔ اس میں مخاطبت نہیں کی مثلاً۔

جب کبھی دین میں خرابی پیدا ہوتی ہے

اے بھارت (اے ارجن) اکی کسہا تی مہا کپہہ ہرہ

تو اس وقت دین کے استحکام کے لئے

کسی روحانی انسان میں

آتا ہوں۔

۱۱۔

چار وید پر سچم کے منہ سے نکلنے کے فقراء ہند قائل ہیں ایشور جو ہے وہ ربّ العالمین

ہے ربّ العالمین کی طرف سے نازل ہوئی والی کتاب کے نسبت پر انو وید کا ان کے

پاس انتظار ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ تَنَزَّلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہنے والی

کتاب ہونا چاہئے فقراء اسلام قرآن کریم کی نسبت یہ ان کے تئیں کہ وہ ربّ العالمین

کی طرف سے نازل شدہ۔ آیہ کریمہ

وَإِنَّهُ لَتَنَزَّلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ اور ضرور وہ (قرآن کریم) نازل شدہ ہو ربّ العالمین کی طرف

اس طرح ثابت ہو کہ ویدوں میں پر نو وید قرآن کریم اور گیتاؤں میں ایشور

گیتا قرآن کریم دین اسلام دنیا میں آکر فقراء ہند کے یہ دونوں انتظار ختم کرنے

در بیان نبوت و ولایت ۴۴۸

وحی تین قسم کی ہیں۔ پہلی مکالمہ مخاطبہ دوسری قسم غیب سے آواز کا سنا خواہ ایک لفظ ہو یا جملہ ہو کسی بزرگ کی زبانی سننے یا دیوار یا کسی چیز پر لکھا ہوا نظر آئے۔ تیسری قسم جبرئیل کا نزول یہ وہی جو جبرئیل کے ذریعہ سے نازل ہوتا ہے وہ وحی جلی کھاتی ہے اس میں شریعت کے نزول کی خصوصیت ہے۔

آیہ کریمہ

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكِلَهُ اللَّهُ شَيْئًا مِنْ دِينِهِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ تَحَكُّمٌ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَخْلَفُ الَّذِينَ هُمْ يُعَذِّبُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ

نہیں سزاوار کسی آدمی کو کہ بات کرے اس کے اللہ
وَحْيًا أَوْ مِنْ دَرَجَاتٍ رُفُوعًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَخْلَفُ الَّذِينَ هُمْ يُعَذِّبُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ

اگر اشارہ یا پردہ کے پیچھے سے۔ یا بھیجے فرشتہ پیغام
رُسُومًا فَيُخْرِجِي بِأَذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَخْلَفُ الَّذِينَ هُمْ يُعَذِّبُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ

لایوالات اس وحی میں بتا دے اپنے حکم سے
اِنَّهُ عَلٰی حَكِيْمٍ ۝

جو وہ چاہتا ہے۔

وحی نبوت جامع رویائے صالحہ مکاشفات وحی مکالمات و مخاطبات یعنی نبی وہ ہوتا ہے جس پر وحی نبوت نازل ہو اور وحی ولایت بھی یعنی اس پر وحی جلی اور وحی خفی دونوں نازل ہوں۔

وحی ولایت یا وحی خفی جس کو احادیث شریف والی وحی کہتے ہیں وہ وحی اولیاء اللہ پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں صرف بشارتیں رہتی ہیں خواہ قوم کیلئے ہوں یا اپنی ذات کے لئے

حدیث شریف

لَمْ يَلِقَ مِنَ النَّبِيِّ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ | اب نبوت کے کچھ باقی نہیں باقی بشارتیں باقی ہیں
یہودوں و عیال اپنی اندر جلال اور جمال رکھتی ہیں جس کو تنزیہ اور تشبیہ کہتے ہیں۔
نوح پر جب تنزیہ نبوت آئی وحی نبوت میں جلال کا کلام نازل ہوا قوم نے بوجہ تنزیہ سخت مخالفت کی آپ نے جلال میں تاکر بدعا کی سب لاکھڑی علی الاثر ہی میں
اَلْكَافِرِينَ دُتِيَ اس۔ اے رب میرے کافروں کو زمین پر چلنے پھرنے سے مت چھوڑ سب کو
بربا کر دے۔ جب اولیاء اللہ بھی جلال میں آتے ہیں تو اپنے مخالفوں کو ڈبا مارتے ہیں۔

ایسے اولیاء اللہ جلال والے نبیوں کے ثبیل جوتے ہیں۔ طریقت میں ایسے پیغمبر نوح علیہ السلام
موسیٰ علیہ السلام وغیرہ ہیں۔ اس اُمت کے اولیاء اللہ کو ان کے ثبیل دیکھنا چاہو تو قرآن
اولیٰ میں حضرت عمرؓ کو دیکھو حدیث میں ہے مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُنْظَرَ إِلَى نُوْحٍ فَلْيَنْظُرْ
إِلَى عُمَرَ۔ حدیثوں میں حضرت عمرؓ کو مائت انبیاء میں موسیٰ علیہ السلام کے ثبیل بھی دکھا گیا ہے

اور طلبِ حیرت میں سے تعبیر کی گئی یہی وجہ تھی کہ یہ جلالی نبی نے اللہ تعالیٰ کو ایک درخت پر آتش کی صورت میں دیکھا۔ جب وہ جلال والا کوہ طور پر ظاہر ہوا اس کو جلا دیا۔ آپ کے الفاظ ہیں: اِنَّمَا اَنْتَ نَارٌ لِّاَنْتَ نَارٌ چوں کہ یہ تنزیہِ نبوت تھی اس وجہ سے قوم نے قبول نہیں کی آپ نے با عا کی قوم چالیس سال تک پہاڑوں میں حیران و سرگردان رہ کر تباہ ہو گئی۔ آپ کی وحی میں بھی ضال انانیت ہے۔ جو لوگ تنزیہ سے ڈر گئے لازمی بات تھی کہ وہ تشبیہ کی خواہشیں کرے اور اسی میں اپنی زندگی گزارنا چاہا اس وجہ سے وہ لوگ دنیا کی خوبصورت اور مرغوب چیزوں پر مرمے رہے اور لہو لعب میں زندگی گزار دی۔ گرچہ قوم کو حیدرِ راوی رہی کیونکہ وہ تنزیہِ نبوت والے نبی کی اُمت کھلاتے تھے۔ نبی علیہ السلام کی اُمت تشبیہِ نبوت اپنے جمالی نبوت کی پیروی کیلئے راضی ہو گئی اور جلالی سے دوری اختیار کی غرض یہ تھا کہ انہوں نے اپنے نبی کو خدا کا بیٹا بنالیا اور خود لہو لعب میں مبتلا ہو گئے۔ شرک کا دروازہ کھل گیا۔ اسی طرح تشبیہِ ولایت والے بھی آرام و چین کی زندگی بسر کرنے کو ہمت نہ کر سکتے ہیں۔ ہر مرغوب و خوبصورت چیز کو پس کرتے ہیں۔ اور دنیا کے راگ و رنگ میں باج گانے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ نبوتِ تنزیہ سے یہ مراد نہیں کہ اس

میں تشبیہ نہیں ہوتی ضرور رہتی ہے۔ البتہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی شخصیت میں تعزیر غصہ غالب رہتا ہے اور نبوت یا ولایت تشبیہ سے یہ مراد نہیں کہ اس میں تعزیر نبوت یا ولایت نہیں رہتی بلکہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی شخصیت میں تشبیہ غصہ غالب رہتا ہے۔

اس مسئلہ کو فقراء ہند گن پردہ بانی کہتے ہیں۔ مثلاً دشمنوں کے دس اوتاروں میں جو تشبیہ نبوتیں ہیں ان میں جمال کا غصہ غالب تھا۔ اور شیرو کے اٹھائیس اوتاروں میں جلال کا غصہ غالب تھا۔ صفات اللہ میں قہار اور جبار تعزیر میں اور رؤف اور رحیم تشبیہ ہیں۔ اس کا تعلق سمیع اور بصیر سے ہے۔ بصارت جہاں آگ کا مقام ہے وہ جلال اور سماعت جہاں غلا کا مقام ہے۔ زہنی میں اور ہرادی قوم میں یہ دونوں صفتیں کم زیادہ پائی جاتی ہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ذات اللہ کے مظہر ہیں آپ میں ان دونوں صفتوں کا پورے کمال کیا تھا رہنا ضروری ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے تعلق فرمایا۔ کیشی کہنہ شیعہ دھو السمنج البصیر عیضہ میرے مثل کے برابر کوئی چیز نہیں ہے وہی کامل سمیع اور بصیر ہے۔ آپ کے کامل سمیع کو بھی یہ فیض حاصل ہے۔ اسی نمونہ پر جو صحابہ کرام کو حاصل تھا۔ کوئی انسان شیل غریب نہیں

سکتا۔ جیسا اللہ ایک ہے اس کا کوئی ثنیل نہیں اسی طرح اللہ العالمین ایک ہیں۔
 آپ کا کوئی ثنیل نہیں ہو سکتا۔ آپ میں نبوتوں کی جامعیت ہے۔ ہر نبوت کا آپ
 کی ذات میں خاتمہ ہے۔ اس ختمیت نے بندہ سازی اور بندہ نوازی کی جیسا اللہ اپنی
 صفتوں کے ساتھ کامل طور پر مشرق اور مغرب کا مالک ہے اس کی کرسی زمین و آسمان
 میں پھیلی ہے۔ اسی طرح ذات ختمیت آپ کی نبوت تنزیہ اور تشبیہ مشرق اور مغرب
 کی وارث ہے۔ نکتہ احادیث میں اگر کل انلاک کی محیط ہے۔ جیسا اللہ هُوَ الْاَوَّلُ
 هُوَ الْاٰخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ ہے اسی طرح آپ کا وجود کلا مشرقیہ و
 کلا غربیہ ہے۔ ذات اللہ کے منہر آتم کا کامل پیر و کامل وحدت رکھتا ہے۔
 انبیاء کی طرح مختص بالقوم و مختص بالوقت والی کیفیت اس تنزیہ اور تشبیہ میں نہیں رہتی
 سراج منیر فنا ہو کر تمام جہاں کو روشن کرتا ہے۔ طبقہ اولین میں جو کامل اولیاء
 نبوت تنزیہ اور تشبیہ سے معمور تھے وہ یہ ہیں۔

ابوبکر و عمرو عثمان و مرتضیٰ — حسن و حسین عشرہ مبشرہ
 اکابر معاجرو انصار و اصحاب صفو

در بیان جہات

دکھ

فقرا اسلام شمس جہت کے قائل ہیں۔ مشرق۔ مغرب۔ شمال۔ جنوب۔ فوق۔ تحت۔
 فقرا، ہند۔ دس جہت کے قائل ہیں۔ اس کو دس دک کہتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ اُتر۔ کپھن۔
 پُور۔ پچیم۔ والو یا۔ ایشانیہ۔ گنی۔ نیرتیائی۔ ٹلے۔

دش دگ

دکھ دکھ۔ دکھ دکھ۔ دکھ دکھ۔

دکھ دکھ۔ دکھ دکھ۔ دکھ دکھ۔

دکھ دکھ۔ دکھ دکھ۔ دکھ دکھ۔

دکھ دکھ۔ دکھ دکھ۔ دکھ دکھ۔

شمال۔ جنوب۔ مشرق۔

مغرب (شمال مغرب)

(شمال مشرق) (جنوب مشرق)

(جنوب مغرب) اوپر۔ نیچے۔

در بیان آسمان

دکھ دکھ۔

فقرا بند آسمان کو گلن کہتے ہیں۔ وہ آٹھ آسمانوں کے قائل ہیں۔ ایک وہ

چہرہ ہیں۔ سات سیاروں کے راستے سات آسمان ہیں۔

زحل۔ مشتری۔ مریخ۔

114
 శ్రీమద్భగవద్గీతా - అష్టాదశోధ్యాయః
 అష్టాదశోధ్యాయః

اور وہ آسمان جس میں یہ سب سیارے چکر لگا رہے ہیں۔ اس کو آٹھویں آسمان کہتے ہیں۔ حکماء اس کو فلک ہشتم کہتے ہیں۔ اہل شرح کی زبان پر اس آٹھویں آسمان کا نام کرسی ہے۔ فقراء ہندوؤں آسمان کو مہا آفاش کہتے ہیں۔ اس وجہ انہوں نے اس کو آسمانوں میں داخل نہیں کیا۔ یہ سب کو گھیرا ہوا ہے۔ یہ سب پر حکمران ہے فقراء ہندو سات دوزخ کے قلیل ہیں وہ یہ ہیں۔

हावیه - خطبه - حریق . अकल . विकल . मुकल .
 سعیر - جهنم - جحیم - سقر . कल . कलकल . कुकल .
 कल . कलकल .

فقراء و محتاجوں کے متاثر ہیں۔ اس کے سبب یہ ہیں۔

مُنْقِمٌ - عَدُوٌّ -
 مُنْقِمٌ - مُرَدِّسٌ -
 خَلْدٌ بَيْنَ - مَوَدَّةٍ

۴۴ ص ۳۰ د ۳۰

نقراء ہند بھی نقراء اسلام کی طرح سات آسمانوں کو ہماری زمین ہی کے مانند مانتے ہیں۔ اور روحانی آسمانیں بھی اسی طرح مانتے ہیں جس طرح نقراء اسلام مانتے ہیں۔ وہ مانتے ہیں ساتویں آسمان کے اوپر کلپ و رکش ہے۔ یعنی سیدس تھو المثنیٰ ہے اور اس کے پاس کام و عین یعنی براق ہے۔ اور کشیر سمندر ہے۔ یعنی دودھ کی نہریں ہیں۔

نقراء ہند نے زمین کو سات حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ جس کو وہ دیپ کہتے ہیں
جانبو دیپ۔ ہندوستان آسام۔ بام۔ برما۔ لایا۔ جزائر ہند چین آسٹریلیا۔
کومیدک دیپ۔ چین و جاپان۔ ہیموڈنی کا علاقہ تبت روس جرمن۔
پشکر دیپ۔ فرانس اسپین۔ پورٹوگال۔ انگلینڈ۔ اسکاٹ لینڈ آئر لینڈ۔
کشن دیپ۔ آفریقہ و جزیرہ مدیترہ۔ کاسکر۔ کاسکر۔ کاسکر۔ کاسکر۔
شامل دیپ۔ عربستان۔ کنعان۔ صومالیہ۔ کاسکر۔ کاسکر۔ کاسکر۔
کروینج دیپ۔ ترکستان یونان۔ اٹلی۔ کاسکر۔ کاسکر۔ کاسکر۔ کاسکر۔

شاگ دیپ۔ افغانستان۔ ایران۔ بلوچستان۔ خراسان۔ شام۔ عراق۔ عرب
 فقراء ہند جنت کو سرگ کہتے ہیں اور دوزخ کو نرگھ۔ ان کی تحقیق میں یہ بات ہے
 کہ وہ جس کو برہمانڈ کہتے ہیں اس سے دوزخ اور جنت خارج نہیں۔ صوفیاء کلام
 دوزخ اور جنت کو انسان کے اندر مانتے ہیں۔

بہشت و دوزخ باتوں در باطن نگر تو۔ سقر ہا در جگر یابی جنا ہا در جنا بینی
 اس کے تعلق اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے۔

وَمَا آذْرَاكَ مَا الْخَطْمَةُ نَاسُ اللَّهِ | تو کیا جانے دوزخ کیا ہے وہ اللہ کی آگ ہے
 الْمُوقَدَةُ۔ الَّتِي تَطْلُعُ عَلَى الْأَفْكَ | جو بھڑکتی ہے دلوں پر تحقیق وہ آگ ان پر بند
 إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ فِي عَمَلٍ | ہوئی ہے۔ بے بے ستونوں میں (ہاتھ پاؤں
 مُّمدَّدة ۝ | کی انتہا میں،

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقْنَا | اور کہا انہوں نے سب تعریف اللہ ہی کیلئے جو سچ
 وَعَدَهُ وَأَوْسَرْنَا الْأَنْفُسَ نَلْبُوا | سچا کر دکھایا ہم کو وعدہ اپنا اور وارث کیا ہم
 مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ لَشَاءُ نَنُعمَ أَجْرًا | کو زمین کا تو بناتے ہیں ہم جگہ جنت کی جہاں ہم

الْعَمَلَيْنِ هَ وَمَنْ طَغَىٰ وَآثَرَ الْحَيَٰلَ
 اللَّهُ نَآفَاثَ الْجَحِيْمِ هَيَّ الْمَاوَىٰ
 وَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَغَيَّ
 النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَآثَرَ الْجَنَّةَ
 هَيَّ الْمَاوَىٰ -

چاہتے ہیں بس بہت اچھا ثواب ہے عمل کرنے والوں کا
 اور جس نے اپنی عقل پر ہر دوسرے کے کام کیا اور دنیا
 کو سٹھاپا بس وہ دوزخ ہے وہ اس کی پناہ کی
 جگہ ہے اور جو ڈرا مقام خدا سے اور بچا یا اپنے
 نفس کو ہوا بس وہ تحقیق جنت ہے وہ اس پناہ کی جگہ

قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ عَرَّشُ اللَّهِ کی حقیقت بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ کہنا۔
 نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ اس پر دال ہے۔

صحابہ کرامؓ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ قرآن
 کریم میں ہے جنت کی وسعت زمین و آسمان کی وسعت ہے۔ تو دوزخ کھان ہے
 آپؐ نے جواب دیا سورج جب ڈوب جاتا ہے تو جہاں اُجالا تھا وہیں اندھیرا
 ہو جاتا ہے۔

بیان بعث بعد الموت

فقراء ہند بعث بعد الموت کو پتہ جہنم کہتے ہیں یہی لفظی معنی ہیں۔ یعنی اس جہنم کے

بعد اور ایک جہنم ہے۔ یعنی اس زندگی کے بعد اور ایک زندگی ہے۔ جو شخص اس دنیا میں بھی خود پر موت وارد کر لے اپنے خواہشات نفسانی سے منہ پھرنے لے وہ فنا فی الشیخ ہو جائے یعنی وقت کے ناجی کی راہ میں اپنی ہستی مٹا دے اس کا تفرک نفس ہو تا اسکو علم قرآن آتا ہے وہ نور کی مشعل کے وسیلے سے چلتا ہے۔ اس طرح اس کو اسی دنیا میں بے بعد الموت ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہتا ہے کیونکہ انسان پر ایک موت آتی دوبارہ موت نہیں آتی۔ فقر اور بند اس کو زرداں بھی کہتے ہیں۔ جس قوم سے روحانیت سلب ہو جائے وہ قوم مادہ پر موت وارد کر کے عذاب الیم میں مبتلا ہوتی ہے۔ مَوْتُوا کَيْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا اَکْثَرُ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ عمل کرتی ہے کہ قبر میں زندہ کو سلا کر قہراً ذن اللہ ہلکا رکھاتی ہے اور کوئی تو م زندہ درگور ہو نیکو اس حکم کی تعمیل سمجھتی ہے۔

اَیْکَ کَرِیْمُہ

وَلَا تَقْرَؤُا لِمَنْ لِّقِیْلٌ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ | جو شخص اللہ کی راہ میں مارا جا اس کو مردہ مت بولو
اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ | بلکہ وہ زندہ ہو اور لیکن تم سمجھ نہیں سکتے۔

پنیر جنم کے متعلق فقراء ہند اس طرح کہتے ہیں: **ममैव नमो नमो कृष्णाय** کے معنی

چوراسی یا ہزار با شرمگاہوں جانیں پیدا ہو کر | ۳۵۰۔ ۳۶۰۔ ۳۷۰

آخر صورت انسان اختیار کرتی ہیں وہ پہلا

انسان چہ آں کہلاتا ہے۔ یہ سب جو ختم ہو گا۔ وہ کچھ نہ ہو گا۔

پارکرتا ہے تو توشہ و زکرتا ہے۔ اس کے بعد (۲۵) جنم پار

کے دلش کے ختم میں آتا ہے اور دلش (۷۰) الجہم پار

کر کے چھتری کے بنجھ میں آجائے۔ اور وہ چھتری نوجھن

یار کے برہنہ بنتا ہے۔

اور زمین آسمان ہمارے کے ملکیت بنتا ہے

حکایت تیسرہ کہ حکایتوں کا

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين

॥ श्रीगणेशाय नमः ॥
 श्रीगणेशाय नमः

فقد استأجر كوكبا كذا ومنه ان يفتقر الى كوكبا كذا

عمر احمد صاحب کے زیر نگرانی و نصحی سب برساتا ہے کہ ان میں سے ان کا دھرم

ایسہ کریمہ

فَاَمَّا الَّذِينَ شَقُّوا فِي النَّارِ هُمْ
 فِيهَا سَرَفِيرٌ وَشَقِيقٌ مَا دَامَتْ
 السَّمَوَاتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاءَ
 رَبُّكَ هَ اِنَّ رَبَّكَ فَاعِلٌ لِّمَا يُرِيدُ
 وَاَمَّا الَّذِينَ سَعِدُوا فِي الْجَنَّةِ
 خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتْ السَّمَوَاتُ
 وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءٌ
 غَيْرُ مَقْدُودٍ

پس جو لوگ بد بخت ہو آگ میں ہونگے ایسے ان
 جہنم اور دھارنا ہوگا۔ وہ رہیں گے ایسے تک
 ہے آسمان زمین سوا اس کے جو چاہے تیرا رب تعالیٰ تیرا
 بر کرے الہ وجودہ ارادہ کرنا اور جو لوگ نیک
 ثابت ہوئے وہ جنت میں رہیں گے وہ ہمیشہ
 رہنے والے ہونگے اس میں جب تک ہیں آسمان
 میں اور زمین میں سوائے اس کے جو چاہے
 تیرا رب بخشش ہے بے انتہا۔

در بیان قیامت

نقرا و ہند قیامت کو پتہ لے کہتے ہیں۔ اور قیامت کبریٰ حصار پرے۔ قیامت
 اس وقت آتی ہے جب زمین پر گناہوں کا بلوچہ زیادہ ہو جاتا ہے اس وقت زمین

کا جو ہر ملکا کرنے کیلئے کوئی نہ کوئی اوتار کا ظاہر ہونا ضروری ہے کیونکہ کوئی انسان
خدا کے پاس وسیلہ نہ لیجائے مگرنا ہوں سے بچ نہیں سکتا اس طرح قیامت کا عذاب
اسکے سے مل نہیں سکتا۔ اس مشیون کو سری کرشنن جی نے اس طرح کہا ہے۔

جب کبھی دین کی تباہی ہوگی مہا مہا مہا مہا مہا مہا
اے بھارت اس وقت میں مہا مہا مہا مہا مہا مہا
دعویٰ کی تکمیل کے لئے مہا مہا مہا مہا مہا مہا

کسی انسان کی شکل میں ظاہر ہو گا۔ مہا مہا مہا مہا مہا مہا

آیت کریمہ

مَا كُنَّا مَعَدِّينَ حَتَّىٰ تَبْعَثَ رَسُولًا ۚ
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ
وَلَيُعْطِيَنَّهُمْ دَرَجَاتٍ كَثِيرًا مِّنْ حَيْثُ
كَانُوا ۚ وَلَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ
لَهُمْ دِينُهُم وَاللَّهُ يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ
كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا

جس تک ہم رسول کو دنیا میں کھڑا نہیں کرتے
تک کہ خدا نے تم سے ایمان لے لیا ہو اور تم نے
نیک اعمال کیے ہوں۔ اور خدا تعالیٰ تم کو زمین
پر حکمران بنائے گا اور تم کو درجات بڑی سے
میں اور اس میں سے جہاں سے تم ہو گے۔ اور
خدا تعالیٰ تم کو زمین پر حکمران بنائے گا اور
تم کو دین تمہارا اور اللہ بخیر تم پر
توبہ فرمائے گا۔ بیشک اللہ بخیر
فرماتا ہے۔

وَلِيُنَبِّئَ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ خُرُوجِهِمْ اَمَّا اَسْبَاكُ الرُّبِّيِّ هُوَ اَوَّلُ نَفْسٍ بَعْدَ اَنْكُواسٍ بَدَنًا چاہئے
 قیامت کا برپا ہونا اور اس کے علاج کے متعلق فقرائے ہند اور صوفیاء کرام کے
 اعتقادات میں قابل ذکر یہ بات ہے کہ قیامت جب قائم ہوگی
 تمکین دین کے لئے کوئی نہ کوئی انسان اوتار کی شکل میں کھڑا ہوگا مگر ان کے پاس
 یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ ان کی ذات و دین و مذہب سے کھڑا ہوگا۔ بلکہ اسلام
 نے مصیبت کے زمانہ میں زمین سے گناہوں کا بوجھ دور کرنے کے لئے ضرور کسی نہ کسی
 انسان کا کھڑا ہونا بتایا ہے۔ مگر وہ منظم کافلہ استعمال کر کے مسئلہ صاف کر دیا ہے کہ وہ
 ہادی یا قیامت کا مالک مسلمان ہوگا۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ فقرائے ہند و شیعوں کے
 دلائل امارات ہیں۔ اور انیسویں صدی کے اٹھائیسواں صدی اور اس محدودیت نے ثابت کر دیا کہ
 ان کے دین میں ایک وقت اوتاروں کا ظہور ختم ہو جائے گا۔ اس وجہ سے سری کرشنجی
 نے کہا کہ - چون بنیاد دین ست گرد ہے پو نامیم خود را بشکلی کسے
 یہ نہیں کھا کہ وہ اوتار ہند و مذہب کا ہیوگا۔ بی حال ایشو۔ اوتاروں کا ہے۔ اس
 سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اقوام ہند یا تو ام عالم اس دین میں ایک دن داخل ہو

جائیں گے جس دین میں قیامت کے مالکوں کے یا تکمیل دین کر نیوالے خلفاء رسول الثقلین

صلی اللہ علیہ وسلم کے آمد کا ذکر ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ نَظِيرٌ مِنْ أُمَّتِي یعنی اقوام عالم کے کل انبیاء میری امت میں
ضرورت زمانہ کے لحاظ سے بصورتِ محدث یا مجدد یا امام مبعوث ہوتے رہیں گے۔
اور اس امر کے ثبوت میں تیرہ سو سال سے ہر وقت اس امت حضرت رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی نہ کوئی انسان مکالمہ رب العزت سے مشرف ہو کر کھڑا
ہوتا رہا اور دوسری طرف اقوام عالم کے میدانِ خالی نظر آتے ہیں۔ اور سری کرشن جی
کا یہ کہنا کہ ہر قیامت میں میں آؤں گا اور قرآن کریم کی بشارت کہ مسیح قیامت کا نشان
ہے۔ اس کی عبارت صورتِ مسلم میں ظاہر ہوگی۔

فقرا رہندہ صفت رحمانیت کو برہم کہتے ہیں۔ اور صفت رحیمیت کو دشمن اور صفت
مالکیت کو دڑ یا شیوا۔ فقرا رہندہ رحمت للعالین کو صفت رب العالمین کا مظہر ایشور
اوتار کہتے ہیں۔ دشمن چونکہ رحیم کا مظہر ہے اس لحاظ سے وہ مسیح ہے۔ کرشن جی جو مسیح
قوم ہنود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر قیامت میں بطور نشان قیامت میں آؤں گا۔

فقراء ہند کے پاس مزم رینو کا ہے جس طرح بی بی مزم میں نفع روح ہوئی تھی۔
 جس سے مسیح پیدا ہوئے فقراء ہند بھی اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے
 اپنی وحی سے رینو کا بانی کا حاصل قرار دیا۔ وہ شلوک یہ ہے۔

جب اللہ نے رینو کا کے زم میں وحی کی بھیجی
 ماری بی بی رینو کا کا حاصل ٹھہرا
 مسیح کے قیامت کا نشان ہونیکے متعلق قرآن کریم اس طرح کہتا ہے۔
 وَإِنَّهُ لَعِلْمُ السَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ
 بَهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَذَا صِرَاطٌ
 مُسْتَقِيمٌ
 اور وہ (سبح) قیامت کا یقیناً نشان اس کے بارے
 میں بڑے جگمگا کر دو اور میری اتباع کرو۔
 یہ سید باراستہ ہے۔

حلیہ شریف

کَيْفَ أَنْتُمْ إِذْ أَنْزَلْنَا فِيكُمْ عِيسَى ابْنَ
 مَرْيَمَ وَآمَأْتُمْ بِكُمْ (بخاری)
 کیا حال ہو گا تمہارا (قیامت میں) جب تم میں عیسیٰ
 اور مزم کا نذر مل ہو گا اور وہ تم مسلمانوں سے ہو اور وہ
 تمہارا امام ہونے لے۔

کلام اللہ اور بشارات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتا رہے ہیں کہ خواہ
 کسی قوم میں مسیح کی بشارت ہو وہ مسیح مسلمانوں میں ہی پیدا ہو گا وہ مسلمانوں کے امام
 کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ اور قیامت کے بعد جب حشر ہو گا۔ اس کے متعلق حضور سرور
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یحشر الناس علی قلوبہم جہاں تک انسان
 میں ذہاں تک جب کبھی حشر ہو گا ان سب کو میرے قدموں پر کھڑے رہنا ہو گا۔ اور
 اچھے اقوام عالم کے انبیاء کے نسبت فرمایا یومئذ کلُّ انبیاءٍ تَحْتَ رِوَاحِی حشر
 کے دن کل انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے پناہ لیں گے الھم للہ ما اعظم شانہ
 فقرا ہندک ہا یوگ ہیں اور بریوگ کے اخیر میں قیامت آتی ہے اور یہ بھی ان کی
 تحقیق ہے کہ ان چار یوگوں میں ستیوگ جو مشرقِ قائم کیوں لازماً ہے متعدد دوتو آیا
 ہے۔ ان کے چار یوگ یہ ہیں۔

کرتا یوگ جس کی مدت سترہ لاکھ برس ہے (۱۷۰۰۰۰۰) ہے۔

ترتا یوگ جس کی مدت بارہ لاکھ برس ہے (۱۲۰۰۰۰۰) ہے

دوتا یوگ جس کی مدت آٹھ لاکھ برس ہے (۸۰۰۰۰۰) ہے۔

کلیوگ جس کی مدت چار لاکھ بتیس ہزار برس ہے۔ (۴۳۲۰۰۰) ہے۔
 فقرا رہنے کے پاس یہ چار لوگ اب تک ہیں دفعہ گذر چکے ہیں اس حساب سے
 اس دنیا کی مدت ان کے پاس اب تک (۶۶۳۴۵۰۶۶) چھ کروڑ ترٹھ لاکھ
 پینتالیس ہزار چھ سٹھ برس کی گذر چکی ہے۔

ہر قیامت کے لوازمات سے دو صورتیں ہیں اس کو قرآن کریم اس طرح فرماتا ہے
 وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصُيِّرَ مَن فِي السَّمَوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ أَكَلًا
 مَا شَاءَ اللَّهُ۔ اور صورتیں ہو جائیں گے۔ گاہے گاہے ہوش ہو جائیں گے
 جو آسمانوں اور زمین میں سوائے اس کے جو
 چاہا اللہ۔

یعنی جماعت عارفوں کے سوائے سب بہوش ہو جائیں گے۔ اس کی تفسیر میں دوسری جگہ یہ ہے
 وَتَرَى النَّاسَ سُكَرَىٰ وَهُمْ لَا يُعْلَمُونَ سَكَرًا مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ
 وَتَرَى النَّاسَ سُكَرَىٰ وَهُمْ لَا يُعْلَمُونَ سَكَرًا مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ۔ اور تو دیکھے گا لوگوں کو نشہ میں اور ان کو نہیں
 کہیں گے بلکہ ان پر اللہ کا عذاب ہوگا۔

مخلوق اللہ کو چھوڑ کر دنیا کے تانوں میں سخت تنہمک رہیں گی۔ یہ زمانہ مسیح کے ظہور کا
 ہے۔ یہ بہوشی کی حقیقت کا نشان ہے۔ ہو گا قوم یا جوج یا جوج اپنے رب کے علم پر

ان کی یہ صنعتی کارخانوں کی دولت آپس میں لڑائے گی وہ کل جہنم رسید ہو جائیں گے
 وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِيْ
 بَعْضٍ وَتَفْلَحُ فِي الصُّوْرِ غَمْمُنَا لَهُمْ
 جَمْعًا وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ
 لِلْكَافِرِيْنَ عَرْضًا
 اور چھوڑیں گے ہم ان کو موجوں کی طرح ایک
 دوسرے پر چڑھائی کرتے ہوئے اور نمودار ہو گا
 جائے گا اور ہم ان کو جمع کریں گے اور پیش
 کریں گے اس دن جہنم کافروں کے لئے۔

اس دوسرے صور کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

نَحْمِلْهُمْ فِيْهِ اٰخَرٰى وَاِذَا هُمْ فِيْ
 يَنْظُرُوْنَ فَاشْرَحْنَا الْاَرْضَ بِشَوْرٍ
 سَرِيْحًا وَوَضَعْنَا الْقُرْبٰنَ فِيْ اَسْبٰبِ
 وَاشْهَدُا لَهُمْ وَاقْضٰى بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ
 وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ
 اور انہیں دوسرا نمودار ہو گا اس وقت وہ کھڑے
 ہوئے دیکھتے ہونگے اور زمین اس کے رجبے نور
 سے سنور ہو جائے گی اور کتاب رکھی جائے گی
 اور انبیاء و شہداء بلائے جائیں گے اور درمیان
 انکو بالحق فیصلہ ہو گا اور وہ کوئی ظلم نہیں کئے جائیں گے

یہ دو صور الگ الگ کیفیتیں رکھتے ہیں۔ عام اصطلاح میں جو بات ہے وہی صور
 کی بات ہے۔ یعنی ایک ہو اور صورت کی پہلے گی وہ پہلا صور ہے دوسری ہوا و حاکمیت

کی چیلگی۔ پھیلی ہو ایس جب مادہ کا زور ہو گا مسلمانوں پر مُردنی چھائی ہوگی اور دوسری ہو اجو چیلگی وہ مسلمانوں کے زندگی کی ہوا ہوگی اُتار قیامت میں ایک علامت بھی ہے کہ سورج مغرب سے نکلے گا اور نصف النہار پُر اُکڑا پس مغرب کے طرف ہی جا ڈویر گا۔ تخلیشی دین حکومت مغربی دنیا کے سہارے کمال عروج پر آیا ہے۔

ایک صد سال کے دور کے بعد واپس اُدھر ہی جا کھڑے ہو جائے گا۔ قیامت کی دُور بڑی علامت دجال کا خروج حدیثوں میں بعض جگہ دجال فرد واحد بھی بتایا گیا ہے اور دَجَالٌ رَجَالٌ بھی آیا ہے۔ ان کی صفت میں یَلْبَسُونَ جُلُودَ الْاَنْثَا وَ قُلُوبُهُمْ كَقَلْبِ الذِّئْبِ ہے یعنی ان کا لباس بکرے کے چمڑے کا ہوگا اور دل بیڑیے کے ہونگے سخت طاغی جماعت ہے۔ اپنی ہم رنگ بنانے کیلئے یہ جماعت لوگوں کو روٹیاں دیکر خوبصورت عورتیں دیکر دنیا کا آرام دیکر بچا سکی ان کی سواری گدھے کی آواز والی ہوگی ایک ماہ کا راستہ ایک دن میں طے ہوگا وہ گدھا آگ اور پانی کھائے گا۔ وہ تمام دنیا کی سیر کرے گا کہ مغلہ نہیں جائے گا۔ اس کے آگے اور پیچھے خیمے گاریاں اُڑیں گی۔ دو منزل پر ایک مہم رکھے گا۔ اس کے

دونوں کانوں کے درمیاں شر بادام۔ انتی بام۔ نود بام کا فاصلہ ہوگا۔ مسافروں کو اپنے پیٹ میں ڈال لیکر جائے گا۔ اس جماعتِ فتنہ باز اور ان کی سواری کی نسبت فقرا و ہند اس طرح بیان کرتے ہیں۔

کرو دھن نام مو پھریں اس دور بر پھریں آئیں گے	کرو دھن نام مو پھریں اس دور بر پھریں آئیں گے
آگ اور پانی کو ایک جگہ بند کر دیا ہے	آگ اور پانی کو ایک جگہ بند کر دیا ہے
اور دس منٹ دھوے والے	اور دس منٹ دھوے والے
دور سے دیکھنے والے دور سے	دور سے دیکھنے والے دور سے
سننے والے ہتھیلی میں آنکھ رکھنے والے	سننے والے ہتھیلی میں آنکھ رکھنے والے
آئینے (انجن لگانے والے) آئیں گے	آئینے (انجن لگانے والے) آئیں گے
تم ان پر ایمان مت لاؤ۔	تم ان پر ایمان مت لاؤ۔

دجال کی سواری کے نسبت ان کی شاستروں میں لکھا ہے۔ عورت کی حکومت ہوگی اس زمانہ میں ایک سواری بھیلگی کالا رتھ رہیگا اس کے پیچھے بہت سے ڈبے لگے ہوئے ہونگے۔ وہ اس طرح چلیگا جس طرح جھونڈر اپنے پیچھے ایک دوسری

کی دم کڑاٹے ہوئے پلتے ہیں۔

دجال کی پیشانی پر کاف نے رے (ک - ف - ر) کفر لکھا ہوا ہوگا۔ اس کو غیر مومن پڑھ نہ سکیگا۔ صرف مومن پڑے گا۔ اس سے مسئلہ صاف ہوتا ہے کہ وہ حروف نہیں رہیں گے بلکہ کوئی علامت ہوگی جس سے دجال کی شناخت ہوگی۔ وہ علامت پیشانی پر ہوگی۔ فقرا ہند نے اس کو اس طرح لکھا ہے۔

بات بات پر تار کرین گے راستہ

راستہ پر پتھر گاڑیں گے۔ یہ بندر کی

صورت والے رہیں گے لنگے نہو

کی ٹوپی پہنے والے ہونگے ان زمانہ میں دنیا

کھیل میں رہے گی دیکھو کائنات

مغربی تہذیب میں پیشانی پر علامت عام ہے۔ بلکہ بلا استثنا ہے۔ وہ یہ کہ ہر

ایک مغربی تہذیب والے کے سر پر پیشانی سے باہر نکلی ہوئی خبر والی ٹوپی اور

پیشانی کے اوپر کے بال ہیں جس کو کراپ کہتے ہیں۔ ان کی تہذیب کے برعکس

جس نے اپنی وضع قطع کرنی اور زندگی کا طرز الگ کر لیا وہ نجات پا گیا باقی سب مفتوں ہیں۔ ایسے زمانہ میں مسیح کا نزول ہوگا۔ اس کے بال سیدھے رہیں گے اور آنکھ کے پو پٹے ابھرے ہوئے رہیں گے اور رنگ گندمی ہوگا۔ وہ لباس ایسا پہنیکا کر گویا وہ حمام سے نکلا ہے۔ وہ کسر صلیب کرے گا۔ اور قتل غنیمت پر کرے گا۔ اعتقادات نصاریٰ کو بے نور کرے گا اور دیوث صفت قوم کے سردار کو قتل کرے گا۔ مسیح اپنی ذات کے ظہور سے دنیا کو قیامت کا یقین دلائے گا۔ اس کے بعد یاجوج ماجوج کی قیامت برپا کر نیوالی لڑائیاں ہونگی اس طرح وہ دجال اور اس کے ساتھیوں کی تباہی ہوگی۔ اس وقت مہدی کا ظہور ہوگا۔ زمین ظلم و جور سے بھر پئی ہوگی وہ جہاد قائم کر کے اسلام کو دوبارہ دنیا میں چمکائے گا اور زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا۔ اس کے بعد حشر قائم ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یَحْشُرُونَ النَّاسَ عَلَى قَدَمِي۔ انسانوں کا حشر میرے قدم پر ہوگا۔ یَوْمَ تُدْنَى كُلُّ أَنْبِيَاءٍ تَحْتَ لِوَاكِي اِسْ دُنْ كُلِّ انْبِيَا میرے جھنڈے کے نیچے پناہ لیں گے۔ اس کو قرآن کریم اس طرح بیان کرتا ہے۔

يَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيدًا | حشر کے دن ہر امت سے ان کے نفوس ایک
 عَلَيْهِمْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ | ایک شہید کھڑا کریں گے اور اس وقت (اے محمد)
 شَهِيدًا اَعْلٰى هٰؤُلَاءِ۔ | ہم تم کو ان سب شہید (امام) بنا کر کھڑا کریں گے

حشر اجاء ہے جد سے سب رہیں گے۔ اس حشر کے متعلق فقرہ اسلام اس طرح
 بیان کرتے ہیں سب اَوَّلِ حُضُورِ سِرِّ دُرِّ عَالَمِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم قبر سے اٹھیں گے
 آپ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے بعد حضرت
 عثمان رضی اللہ عنہ اور آپ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کے بعد تمام انبیاء اور کل مخلوق
 ہر انسان بغیر ختنہ کے اٹھیں گا ایک کپڑا ہو گا اور ہر مومن کی قبر پر ایک ایک بَرَّاق
 رہے گی۔ اُممِ اقوامِ عالم پریشان رہے گی اور اپنے اپنے نبیوں سے درخواست
 نجات کرے گی وہ نفسی نفسی کہیں گے۔ وہ خود اپنی پناہ حضور سرور عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ڈھونڈیں گے اس طرح تمام انسانوں کا حشر حضور
 رحمتہ للعالمین کے قدموں پر ہو گا۔ اس زمانہ میں حضور رحمتہ للعالمین دوزخ کے
 دروازہ پر رہیں گے۔ جب کبھی مسلمانوں کی جماعت کافروں اور مشرکوں کے ساتھ

دوزخ میں داخل ہوتی رہے گی ان سب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بوجھیں گے
 کیا تم کلمہ طیبہ نہیں پڑھتے تھے وہ کھینکے ہاں ہم آپ کے کلمہ گو ہیں آپ فرمائیں گے
 ایسی صورت میں تم لوگ دوزخ میں جا نہیں سکتے ان سب کو اور دوسرے مسلمانوں
 کو ساتھ لیکر آپ حوض کوثر پر آئیں گے۔ آپ کو ثر کے پہلے بھر بھر کے دین گے اور
 حضرت علیؓ مسلمانوں کو بلائیں گے۔ یعنی حشر کے دن سب مخلوق حتیٰ کہ انبیاء
 علیہم السلام خود نفسی نفسی کہیں گے اُس وقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 ایک واحد رہیں گے جو امتی امتی کہیں گے۔ فیصلہ یہ ہوگا۔

وَوَضَعَ الْكِتَابَ وَبِالْحَقِّ جَاءَی
 بِالْبَنِيِّ وَالشَّاهِدِ وَقَضِيَ بَيْنَهُمْ
 بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يظلمُونَ۔

اور کتاب رکھی جائے گی حق کیا تھا اور بلایا
 جائیگا نبیوں کو اور شہداء کو اور فیصلہ کیا جائیگا۔
 حق ان کے درمیان ظلم نہیں کئے جائیگے۔
 یہ آیتہ ظاہر کر رہی ہے کہ حشر کے دن تمام انبیاء و زبیر لو اور حضور سرور عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم جمع رہیں گے اور یہ قرآن کریم بطور حجت کے مخلوق کے سامنے رکھا جائیگا
 اور ان میں حق حق فیصلہ ہوگا۔ کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ یہ آخری جمعیت کا سا بیان
 ہوگا۔

کی وہ تفصیل ہے اس وحدت کی جس مرکز پر زمین و آسمان کی ہر چیز
 آنیکے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ جب تمام کو جمع کیا اس ارادہ سے کہ اس میں
 خود جلوہ گر ہو وہ ضرور کائنات میں جلوہ گر ہے۔ ذات تقسیم تھی۔ صفات
 میں جب ذات اپنے تمام صفات کو وحدت میں لا کر ظہور کرنا چاہی
 تو وہ انسا کا وجود ظاہر ہوا قلوب المؤمنین عرش اللہ فطرۃ اللہ
 الّتی فطر الناس علیہا۔ پہلی نظر میں جانور انسان کو دیکھ کر جو گھبراتا ہے یہ
 اس کی نادانی ہے۔ وہ اس کے اندر بیٹھا ہوا ہے مرحلہ اول میں دیکھ نہیں
 سکتا انسان اس کی نادانی کی حرکت کو درگزر کر کے خدا داد علم سے یعنی
 اس جانور کا وجود خود علم کا باعث ہو کر اس کی کمزوری سے واقف کراتا
 ہے جس پر قابو پا کر انسان اس کو گرفتار کرتا ہے۔ چند دن کی صحبت میں
 اس کو اپنے طرز عمل سے بتاتا ہے۔ کہ اس کا ہم جنس اس کے اندر ہے۔
 جب وہ جانور اپنے ہم جنس کو انسان کے اندر دیکھتا ہے تو انت پیدا
 کر لیتا ہے۔ یہ بہتہ تسخیر کا راز۔ کائنات عالم فطرۃ انسان یعنی روح انسا

سے بنائی گئی ہے۔ مثال ایسی ہے بیج درخت میں بسر کر کے سر پر ظاہر ہوتا ہے۔ اپنے اندر پورا درخت طاری اور ساری رکھتا ہے۔ حال یہ ہے کہ انسان سے کائنات عالم بنا اور وہ اس میں جذب ہو رہا ہے۔ ظاہرہ تسخیر عالم ارتقار روحانیت کے طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کائنات عالم کی ہر چیز انسان کے فائدہ کیلئے بنی ہے۔ جب انسان کوشش کر کے مخلوقات سے چند مخلوق کو اپنے قبضہ میں لیتا تو ہے اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور جس قدر جانور انسان کے قبضہ میں زیادہ رہتے ہیں اس قدر اسکو زندگی میں آرام دیتے ہیں۔ اور جس قدر جانور انسان کے مطیع اور فرمان بردار رہتے ہیں۔ اسی قدر اس کو آرام ملتا ہے۔ یعنی مسخر ہونا جو جانور کی فطرت میں ہے وہ انسان کیلئے اکرام کا مقام ہے۔ اسی طرح جو جان مخلوقات سے انسان کیلئے قربان ہوتی ہے وہ اس کی روح کے لئے مفید ہونا ضروری ہوا۔ تسخیر فطرت میں بھی جانور نادانی سے راضی نہیں تھا۔ انسان نے اسکو مسخر کر لیا وہ اس جانور کے لئے بھی مفید ثابت ہوا اور انسان کے لئے بھی اسی

طرح کوئی جانور انسان کے لئے قربان ہونے یا ذبح ہونے راضی نہیں ہوتا
 وہ اسکی نادانی ہے۔ جب انسان اس کی ناراضگی کی پرواہ نہ کر کے ذبح
 کرتا ہے اور گوشت کھا جاتا ہے تو جسم کے لئے گوشت یعنی اس کا مادہ مفید ہوا
 اور اسکی روح کے لئے اس کی جان مفید ہوئی یعنی وہ جانور ارتقا میں
 آیا اگر یہ قربانی یا ذبیحہ انسان اپنی جان کے لئے نہ کرے بلکہ اللہ کے لئے
 کرے وہ گناہوں کے پردہ اٹھانے کیلئے ہمارے راہِ جنت میں وہ کام
 آتے ہیں ہماری روح کی سواری بنتے ہیں یہی وہ پل صراط کی سواریاں
 ہماری جانوریں ہیں جو پل سے پار لیجاتی ہیں۔ جو جسم ہمارے جسم کے لئے مفید
 ہے لازمی نتیجہ ہے کہ اس جسم والی جان بھی ہماری جان کے لئے مفید ہو
 انسان رومی کے کپڑے سے بال کا کپڑا اپنے جسم کے لئے دیر پا اور مفید دیکھتا
 ہے۔ بال کے کپڑے سے چمڑے کا کپڑا یا لباس زیادہ دیر پا اور مفید دیکھتا ہو
 چمڑے کے لباس سے گوشت کھا کر گوشت کو مضبوط کرے تو انسان اپنی جان
 کے لئے زیادہ مفید دیکھتا ہے۔ جب جان کو اپنی جان کے لئے قربان کرتا ہے

تو لازمی بات ہوئی کہ انسان کی جان حیوان کے جان کی فضا سے طاقتور ہو جائے۔ جب انسان کسی جان کو اپنی جان کے لئے قربان نہیں کرتا بلکہ اللہ کے لئے قربان کرتا ہے۔ چونکہ اللہ روح رکھتا ہے۔ اس لئے اللہ اس روح سے اس کے ارادہ کی سیڑھی بنا کر اس انسان کے قلب میں جہاں اطمینان ہے داخل ہو جاتا ہے۔ اس طرح انسان اپنا کل ساختہ پرواختہ اس رب ذوالجلال کی راہ میں قربان کر دیتا ہے۔ تو اللہ کے لئے اس بندہ کا دل بکلی خالی ہوتا ہے۔ اس بندہ کا ہر کردار و گفتار سو نہا رکھل اللہ کا ہو جاتا ہے اس طرح ملاءِ اعلیٰ کی باتوں کو بے حجاب سنتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔

عقائدِ فاسدہ اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ پل صراط سے پار ہو گیا جنت میں داخل ہو گیا۔ ایک انسان نے اللہ کی راہ میں بیوی بچوں کو چھوڑا تو اس نے کچھ نہیں چھوڑا۔ اگر گھر بار چھوڑا تو اس نے کچھ نہیں چھوڑا اگر کھانا پینا چھوڑا تو اس نے کچھ نہیں چھوڑا انسانِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے عقائد کو چھوڑا تو سب کچھ چھوڑا۔ اِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَاذِبًا

يَفْعَلُونَ کی وعید سے بچ گیا۔ یعنی وہ شخص پہل صراط سے پار ہو گیا۔

حشر کے میدان میں میزان رکھا جائے گا۔ اس میزان کے پھڑلوں میں انسان کی نیکی بدی تولی جائے گی۔ اعمال ناموں کے دفاتر ہونگے۔ انسان اپنے اعمال ناموں کو میزان میں تھلتے ہوئے دیکھے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ
یعنی جس شخص نے رائی کے دانہ برابر بھی نیکی کی ہے وہ اسکو دیکھے گا۔ اور جس نے رائی کے دانہ برابر بھی بدی کی ہے وہ اسکو دیکھے گا۔
اس نیک اعمال کے کچی کی بھرتی کسی دوسرے کے اعمال سے نہیں ہو سکیگی
يَوْمَ يُفَصِّلُ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبِهِ
وَبَنِيهِ كُلَّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يُوقَفُ مِيزَانٍ يُغْنِيهِ۔ یعنی اس دن
انسان اپنے بھائی کو دیکھ کر بھاگ جائے گا۔ اور مان اور باپ کو دیکھ کر بھاگ
جائے گا۔ اور جو رو دیچوں کو دیکھ کر بھاگ جائے گا۔ ان میں سے ہر شخص
کو اس دن ایک مشغلہ ہو گا جو اسکو کفایت کرے گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

عَلَيْكَ الْبَلَاءُ وَإِلَيْنَا الْحِسَابُ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حساب
 کا لینے والا اللہ ہی ہے۔ فقراء ہند پر کے (قیامت) یا حشر کے زمانہ میں
 یا اس دن اپنے ایشور کو پر بھوسینو اس پر تمکُن مانتے ہیں۔ یعنی وہ رب
 ذوالجلال احکَم الحاکمین ہو گا عدل کے تخت پر بیٹھیں گے۔ اور فقراء ہند
 یہ بھی مانتے ہیں کہ
 پر بھورا یا ترازو ہاتھ میں پکڑا ہوا
 دنیا کے گنہگار یعنی بدکاروں کا نیکوں
 کا حساب لینے آئیگا۔

(حشر کا میدان ہو گا)

آیہ کریمہ

الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ
 عَلَّمَهُ الْبَيَانَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ نَحْسَابَانِ
 وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ وَالسَّمَاءُ
 رَحْمَنُ نے علم قرآن سکھایا اس نے انسان کو
 پیدا کیا اور اس کو بیان سکھایا سورج اور
 چاند حساب چل رہے ہیں اور سیاہ اور شجر سجدہ

سَرَفَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۖ أَكَلَا
تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ
بِالْقِسْطِ وَلَا تَخْسِرُوا الْمِيزَانَ
قرآن کریم کیساتھ جو میزان نازل ہوا اس کا ذکر سورہ شوریٰ میں اس طرح ہے۔

آیہ کریمہ

اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ
وَالْمِيزَانَ مَائِدَ رِيكَ لَعَلَّ
السَّاعَةَ قَرِيبٌ ۝
وہ اللہ ہے جس نے نازل کیا کتاب کے حق
کیساتھ اور میزان کو تو کیا جانے شاید قیامت
قرب ہو۔

سورہ حدید میں ہر نبی کیساتھ کتاب اور میزان نازل ہونیکا ذکر ہے۔

آیہ کریمہ

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا بِالْبَيِّنَاتِ
وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ
لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا
تحقیق ہم نے رسولوں کو بیجا نشانات کیساتھ اور نازل کیا
ان پر کتاب اور میزان تاکہ لوگ سیدھے رہیں نصرا پر اور ہم
نے آمارا ہوا اس میں سخت جنگ ہے اور نفع ہے

گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ طاعنی اور مفسد ہو جاتا ہے۔ اس فساد کو دور کرنے کیلئے رسول یا نبی کتاب اور میزان لیکر آتا ہے۔ کتاب دستور اور میزان یعنی عمل نیک اور عمل بد کا پیمیمان۔ جب مخلوق نبی یا رسول سے لاپرواہی کر کے سرکش ہو جاتی ہے۔ تو تلوار کے ذریعہ سے اللہ سب کو درست کر لیتا ہے۔ آیت۔ اَنزَلْنَا الْحَدِيدَ اِیْذًا اِسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

یہ قیامت و حشر پُل صراطِ حوض کوثر میزانِ ہر قیامت کبریٰ کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ جس کے آنے کے نشانات ہیں۔ فقراء ہند کے پاس ایسی قیامت ہر لوگ میں ہوتی ہے اور یہ بھی مانتے ہیں ہر لوگ میں کئی کرم یوگ بھی اور دہرم یوگ یعنی ستیوگ ہیں۔ بستیوک کا آغاز ہونا ایسا ہی تیز ہے جس طرح کرم یوگ کا شروع ہونا۔ دو اپار یوگ ختم ہو گیا تھا جس کا علم کرشن جی کو نہیں تھا اس آغاز کو آپ نے ایک واقعہ سے شناخت کیا۔ ایک دن کرشن جی کسی درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے دیکھا

کہ ایک شخص اپنی ماں کو پیدل چلا رہا ہے اور اسکی بیوی گھوڑے پر سوار ہے۔ یہ دیکھ کر آپ نے ایک درخت پر تیر مار کر چھال نکالی اس پر لکھ دیا کہ آج سے کلیوگ ارنہ ہو گیا۔ اس انقلاب زمانہ کو فقراء اسلام یہ مانتے ہیں

آیہ کریمہ

مَا أَزِلُ السَّاعَةَ إِلَّا كَمَا يَكُونُ الْبَصَرُ أَوْ
هَوَا قَرَبَ | قیامت کے امر کیلئے کوئی دیر نہیں لگتی لمحہ
بھر میں یا اس سے قریب میں ہے۔

فقراء ہند مانتے ہیں۔ دنیا میں بے نوری اللہ کے نیند کا زمانہ ہے جب وہ آنکھ کھول دیتا ہے تو قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ اَوْ هَوَا قَرَبَ آنکھ کا کھولن پلک مارنے سے بھی زیادہ تلیل مدت چاہتا ہے۔ موت بھی ایک قیامت ہے۔ اس کے نسبت حدیثوں میں ہے۔ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کی قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ حدیث۔ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَ لَهُ قِيَامُهُ یہ وہ قیامت ہے جس کے بطلان برزخ میں جاتا ہے۔

آیہ کریمہ

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ | یہاں تک کہ جب آتی ہے کسی کو ان میں سے
 قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِي لَعَلِّي | موت تو وہ کہتا ہے۔ اے میرے رب! پس
 أَعْمَلْ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا | بھجے مجھ کو تاکہ میں نیک عمل کروں وہاں جہنم
 إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِن | کو کہیں چھوڑا یا ہوں ہرگز نہیں ٹیک لیا کرتا وہ کہنے والا
 دَرَّأْتُهُم بِرِزْخِ الْيَوْمِ يَبْعَثُونَ | اس کا ان کو بھیجے پردہ، اس دن تک جب کہ وہ اٹھا جائیگا
 رِزْخِ وَهُوَ مَقَامٌ هِيَ جِهَانُ الْإِنْسَانِ عَلَىٰ بَرِّ | یعنی اس مقام
 فِي عَالَمِ الْكِتَابِ بَاقِي نَحْنُ رِزْخِ وَهُوَ مَقَامٌ هِيَ جِهَانُ | جہاں سے وہ
 آيَاتُهَا۔ اس رِزْخِ سے جو نفوس کی رِزْخِ ہے وہ اس وجہ سے دنیا میں بھیجا
 گیتا تھا کہ تاکہ وہ اپنی خلقت کی غرض کو پوری کر کے رِزْخِ کبریٰ یعنی روحانیت
 کے رِزْخِ میں آئے یعنی اللہ اور بندوں کے درمیان کا رِزْخِ بنے اور اس
 رِزْخِ کے ذریعہ سے انسانوں کا تزکیہ نفس کر کے انسانوں کو عالم روحانیت
 میں یعنی جنت میں داخل کرے جب وہ دنیا میں آکر ایسا نہیں کرتا تو لازمی

بات ہے۔ کہ وہ جہاں سے آیا تھا وہیں واپس کیا جائے۔ یہ جگہ انسان رہنے کی نہیں ہے۔ واپسی کی درخواست کیجاتی ہے۔ درخواست تکلیف کی عبارت ہے۔ درخواست نامنظور۔ وہ اسکی بعثت تک وہیں رہے گا۔ یہاں سے نکلنا اس کے کسی عمل کے نتیجہ پر منحصر نہیں بلکہ خلق الانسان علی صومۃ الرحمن یعنی رحمانی تقاضا سے وہ مبعوث ہوگا تا کہ وہ اپنے کریم کا کام کرے اور احسن صیفا اختیار کرے۔ فقراء ہند کہتے ہیں۔

انسان جس کام کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اگر اس کا کرم چھوڑ دے گا کہ نہ وہ اپنا کام کرے نہ کارناما بن جائے۔ | کہ وہ کرم نہ کرے نہ کارنامہ بنائے۔
جب انسان مرتا ہے تو اسکی قبر قائم ہو جاتی ہے۔ اس کے پاس منکر و نکر پہنچ جاتے ہیں۔ اس شخص سے پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے۔ اس وقت سید الکونین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما رہتے ہیں۔ آپ کی طرف یہ فرشتے اشارہ کر کے پوچھتے ہیں۔ اس ذات مبارک کی نسبت تیرا کیا خیال ہے۔ اگر وہ انسان کو اپنا رب اللہ کہدے

اور اپنا دین اسلام بتائے۔ پھر ذات مبارک کی شناخت نہ کرے تو جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ قبر میں سیدے طرف جنت کا دروازہ کھلتا ہے اور بائیں طرف دوزخ کا دروازہ یہ حساب کتاب ہر انسان کی موت کے بعد کھلتا ہے۔ یہہ برزخ کا عالم جب گزر جائے گا۔ حشر اجساد شروع ہوگا۔

برزخ کی دوزخ وحدت آشنا نہ ہونے کی سزا ہے۔ مسلم اگر گناہ کرے تو اسکی سزا صورت انسان میں ہوگی۔ یہ دوزخ وہ ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا ہے۔ **يَا تِي نَرَمَانُ عَلٰی جَهَنَّمَ لَيْسَ فِيْهَا**۔ یہہ حشر اجساد کے زمانہ کی دوزخ ہے۔ **يَخْشُرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِيْهِ** کی حدیث اس پر دال ہے۔ اور حشر بھی اپنے مقررہ وقت پر ہوا کرتا ہے۔ مسیح کا ظہور قیامت کا نشان ہے اور حشر لو اجمہد کا ہرانا ہے۔ **تِلْكَ الْاَيَّامُ مَذٰلُ اُولَہَا يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ** کھنا اور چودھویں صدی دنیا کی آخرت کھنا پانچہزار چھ سو سال آدم کے وجود کے بعد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مین ہوں کہنا ان مَذٰلُ اللّٰہِ نِیَا سَبْعَةَ اَلْفَ سَنَہْ کھکر قیامت اور حشر کی مدتوں کا تعین کروینا

بتاتا ہے کہ ایسا انقلاب ہوتا رہے گا۔ اور ہر انقلاب میں حضور سرور عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر ہی تمام انسانوں کا حشر ہوتا رہے گا۔
يَجْمَلُونَ الْعَرْشَ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةً - یہ ہر وقت ہوتا رہے گا۔ اس زمانہ
میں وجود احدیت بذریعہ قدسی طاہر وجود ہو گا گویا آپ اس وقت موجود

رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -

تَرَامِلِكَةَ حَافِيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ
يَسْبَحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُفِيَ
بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ ۝

اور ایک آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ حشر کے دن آپ رہیں گے اور کافر
ناچار آپ کی طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے تاکہ آپ معاف کریں اور پناہ دیں

فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا خِبَلَتْ
مَحْطَعِينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ

الْشَّمَالِ عَزَمِينَ ۝
دھننے طرف سے اور بائیں طرف سے -

حضور انور کا وجود نور ذات ہے اور کل کائنات آپ کے نور سے ہے۔
 جیسا کہ فرمایا اَنَامِیْنُ نُوْرٍ اَللّٰہِ وَکَلَّ شَیْءٌ مِّنْ نُّوْرِیْ۔ یہ حدیث بتا
 رہی ہے کہ آپ کا وجود کائنات عالم کے وجود کے پیشتر تھا۔ اور آپ کا یہ
 کھنکھاتہ دنیا سات ہزار سال ہے گویا ہر سات ہزار سال کے بعد انقلاب
 عظیم ہوتا ہے۔ آپ کا فرمان یہ بھی ہے کہ ایسے انقلابات آئیں گے جو پروردگار
 ہو چکے ہیں اور جو دسویں صدی کا انقلاب سواں انقلاب ہے۔ فقراء
 ہند اس قیامت کو اس طرح کہتے ہیں۔ اکیس لاکھ بتیس ہزار (۳۱۳۲۰۰۰)
 برس میں ایک چتر یوگ ختم ہوتا ہے۔ ایسے چتر یوگ اب تک میں دفن ختم
 ہو کر اکیسویں چتر یوگ کا کلیوگ پانچ ہزار چھالیس سال والا ہے۔ اس حساب
 سے ہر یوگ کا ایک آدم یا مہادیو لیا جائے تو چوراسی (۸۴)، آدم ہوتے ہیں
 جس طرح فقراء ہند کے پاس ہر یوگ میں کرم یوگ اور ستیوگ آتا ہے۔ اسی
 طرح اسلام میں قیامت صغریٰ و قیامت وسطیٰ اور قیامت کبریٰ ہے۔ ان
 کی مدتوں کو وقت کا اوتار بتا رہے۔ فقراء ہند کے پاس ہر یوگ کی یعنی مدت زب

کی تعدادیں الگ الگ ہیں اسبطرح اسلام میں بھی مدت دنیا کی تعدادیں الگ الگ ہیں جیاقمران کریم فرماتا ہے۔

سَالَسَائِلُ بَعْدَ آبٍ دَافِعٍ لِلْكَفَرِ
لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ مِّنَ اللَّهِ ذِي
الْعَارِجِ ه تَعْرِجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ
الْبَدِئِيُّ يَعْمِمْ كَان مَقْدَامُ سِرَّةِ
خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ
پوچھا ایک پوچھنے والے نے عذابِ اقع کی نسبت جو کافروں سے ہرگز نہیں ملنے والا وہ اللہ ذی العارج کیطرف سے ہے۔ چڑھتے ہیں ملائکہ اور روح اس کی طرف ایک دن میں جبکی مدت پچاس ہزار سال ہے۔

اور ایک آیتہ میں یہ مذکور ہے۔

يَدَبُّ الْأَرْضَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى
الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي
يَوْمٍ كَانَ مِقْدَامُ سِرَّةِ أَلْفِ
سَنَةٍ مِّمَّا تَعْلَمُونَ
وہ تدبیر کرتا ہے اترتا آسمان سے زمین کی طرف پھر وہ چڑھ جائیگا اُدھر ہی ایک دن میں جبکی مدت ہزار سال ہے۔ اس حاجے جو تم گنتی کرتے ہو۔

حدیثوں میں خلافت راشدہ کے اختتام پر جو کر بلا کا میدان گرم ہوا اس کو بھی

قیامت کہا گیا اور خیر القرون قرنی شمّ الذین یلونہم شمّ الذین یلونہم۔ بتا رہا ہے۔ کہ تین سو سال کے بعد بے نوری یعنی ایک قسم کی قیامت ہوگی۔ اور حدیثوں میں فیج اعوج کے نسبت فرمایا وہ بہت بُرا زمانہ ہے۔ وہ ایک ہزار سال کا ہے اس کے نسبت فرمایا۔ یسوا منی ولست منہم یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس زمانہ کے لوگ مجھ سے نہیں رہیں گے۔ اور میں ان سے نہیں ہوں۔

فقراء اسلام کے پاس وہ زمانہ جس زمانہ میں انسان اپنی کرتوتوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہوگا۔ وصال ہے مختلف صورتوں میں دور کرے گا۔ اسکو قیامت کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اس کو ساعت بھی کہا گیا ہے۔ حقیقت میں انسان کے مختلف شامت اعمال کا عذاب مختلف صورت میں ہونا چاہئے کیونکہ گناہ بھی مختلف قسم کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس ہر قسم کے گناہ کی سزا ایک نہیں ہونی چاہئے۔ قیامت و حقیقت انسان کے اقسام گناہ کا رنگ ہے۔ انسان کے مختلف گناہ ہیں ان کے عذابوں کے رنگ

یہی مختلف ہیں جو ساعۃ میں وارد ہوتے ہیں۔ ایسے زمانہ میں نیک لوگ
 اللہ کی نعمتوں سے مالا مال ہوتے رہیں گے۔ جب انسان جنت میں جانے
 کیلئے ہی پیدا ہوا ہے۔ یا جنت انسان کیلئے ہی بنائی گئی ہے تو ضرور ہے کہ
 جس قدر مادہ کا زور کسی زمانہ میں بڑھ جائے گا۔ اسی زمانہ میں روح بھی
 اپنی پوری طاقت سے کام کرے گی۔ وہ بھی حقیقت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ فرماتا
 ہے ایک زمانہ دوزخ پر آئے گا۔ کہ اللہ کثرت سے انہوں کو اس میں داخل
 کرتا رہے گا۔ وہ ابھوری دوزخ کھے گی۔ **هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ** کیا اور بھی لوگ
 ہیں۔ اس وقت عارف بندے ان دوزخوں کے بالکل قریب رہیں گے۔
 اس کے طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَأَنزَلْنَا الْجَنَّةَ**
لِلْمُتَّقِينَ غیر بعید یعنی ایسے مصیبت کے زمانہ میں عارفوں کیلئے جنت
 قریب رہے گی۔ **وَإِذَا الْجَحِيمُ سُفِرَتْ** **وَإِذَا الْجَنَّةُ أُنْزِلَتْ**۔ جب
 دوزخ کی آگ دھکائی جائے گی تو جنت کا سرور بھی ساتھ ہی لگا رہے گا
 دجال مجسم فتنہ جس کے قبضہ قدرت میں دوزخ ہے۔ تو اس قسم کی جنت

بھی اس کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ دجال کے زمانہ میں جنتیوں کو دیکھنا چاہو تو اس کے ہر بات کے مخالف جو رہیں گے وہ جنت میں رہیں گے۔

قرآن کریم نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے۔

قُلْ أَعوذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكٍ | اللہ پالنے والا ہے انسانوں کا وہ بادشاہ
النَّاسِ إِلَهَ النَّاسِ۔ | ہے انسانوں کا وہ پیارا ہے انسانوں کا۔

دجال کے فتنہ سے وہی بچیں گے جو اس کی رزاقیت کا انکار کریں گے۔ اور اس کی بادشاہیت کا انکار کریں گے اس کی پیاری چیزوں باغ بخیعے عورت و دولت کا انکار کریں گے۔ فقیر کے پاس اس سے بڑھ کر یہ کہ جو لوگ اس کی طرز زندگی اس کی تہذیب اس کے تمدن اس کی وضع قطع کو انکار کر کے حتیٰ کہ اس کے مخالف صورت بنا کر زندگی بسر نہیں کریں گے۔ وہ دوزخ سے بچ نہیں سکتے۔ اگر اس نے مجلس بنائے ہیں تو تم جھوٹیاں بنا لو اگر اس نے لوازمات زندگی بڑھائے ہیں تو تم لوازمات زندگی گھٹا لو اگر اس نے بال کٹوائے ہیں تو بال چھوڑ دو۔ اس نے فاخرہ لباس پہنا ہے

تو تم فقیرانہ لباس پہن لو۔ اس نے دنیا طلبی سکھائی ہے تو تم دنیا ترک کر سکو
 اگر اس نے داڑھی منڈھوائی ہے تو تم داڑھی بڑھاؤ۔ وہ گانے بجانے کا شوقین
 ہے تو تم اس سے نفرت کرو۔ غرض قیامت وہ ہے جس میں گناہگار لوگ اللہ سے
 غافل رہیں گے وہ ایک بُرا دن ہے وہی بُرا دن عارخوں کے لئے عید کا دن ہر
 کھانیکا دن ہے۔ مرتبہ پانے کا دن ہے۔ رحمت لٹنے کا دن ہے۔

ہیں تو عید کے دن ہے بہرین قیامت کا
 وہ نادان اور ہی ہونگے جنہیں خوفِ قیامت

یہ وہ دن ہوگا۔ جس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسی طاقت کا
 ظہور ہوگا۔ اُمت دنیا پر اس طرح بیہوش فریفتہ ہوگی۔ بس طرح شمع پر پروانے
 آپ ہونگے کہ اپنے دونوں دست مبارک سے اپنے اُمّیوں کو اس آگ
 سے بچاتے رہیں گے۔ اس وقت کے سابقوں الاولوں اور اصحابِ یمن کو
 اللہ کی نعمتوں سے مالا مال کرتے رہیں گے۔ اِذْ لَسُّسُ اُحْتَتَّ اسی زمانہ کے لئے
 تمہارا چاہنے والا بنا موسیٰ کوئی عیسیٰ۔ خدا جانے وہ کیا ہونگے تمہیں جنکی محبت

فقراء ہند قیامت کے اقسام اس طرح بیان کرتے ہیں۔

کشت و خون کا زمانہ۔ قیامت یا تباہی

قیامت کبریٰ یا حد درجہ کی تباہی۔ تدارک

کیلجے گلے کو آنیوالا زمانہ۔ سزا کا دن۔

مختلف الخیالی کا زمانہ۔ تباہی و بربادی کا زمانہ

فقراء اسلام کے پاس قیامت کے اقسام اس طرح ہیں۔ اور تفصیل یہ ہے۔

یوم الفضل۔ یوم الدین۔ یوم الحزب

نباء عظیم۔ یوم الوعد۔ یوم الحق۔

نیر جہۃ الواحدۃ۔ ماصحہ۔ صاحبہ

طامة الکبریٰ۔ یوم البعث۔ یوم عظیم

یوم تقوم الروح والملائکۃ صفاً۔ یوم

يقوم الناس لرب العالمین۔ غاشیہ

یوم تیز کرالا انسان ماسعی۔ العاقبۃ

القارعہ - یوم الأترفعہ - یوم التلاقی

یوم التغابن - یوم ینظر المرء ما حلّ

یلاً ویقول الکفر یا لیتی کنت

ترباً - صیحة واحدة - بطشة

الکبری - یوم ینزل تحدّث اخبارها

یوم یمکون الناس کالفرش المثلوث

وتکون الجبال کالعصن النفوس

أذا بعثر ما فی القبور وحصّل ما

فی الصّاروس یوم ینزل یصدّس

النّاس اثنتا عشر واثنا عشر

ان ربهم بهم یوم ینزل الخبیر - یوم

الوعید یخلق جلعول - یوم تشقّق

الارض عنهم سرّاً - یوم تقوّل

انسان اپنے کرتوتوں کو یاد کرے گا۔ پیچھے ٹھوکنے والی

نزدیک آنیوالادن۔ ملاقات کا دن۔ ایک دوسرے پر ہاتھ

کا دن۔ اس دن آدمی دیکھے گا۔ جو کچھ اس نے کئے

بیچھے رکھا۔ اس دن کا فرمایا گا۔ کاش کہ میں مٹی ہوتا ایک

بڑی آواز جس آواز سے بدگوئی لیجاتی ہے۔ بڑی پرکھ

اس دن زمین اپنے بائیں کھینگی۔ جس لوگ شرارت ادا کرے

پریشان ہو جائیگا۔ اور ہر جائے پھار ہوگی۔ ہر جگہ پرکھ

جب اٹھایا جائیگا جو کچھ بیچ قبر کے ہے۔ اور حال کیا جائیگا

جو کچھ بیچ سینوں کے ہے۔ اس دن پھوٹ پھاٹ ہوئے

تاکہ دکھائیں جائیں انکے اعمال۔ تحقیق ان کا رب

انکے ساتھ اس دن خبردار رہے گا۔ برا دن جدید

خلقت۔ اس دن بڑی سرعت سے سڑے گی

ان سے۔ اس دن ہم کہیں گے دوزخ کو کیا بھری تو

لجھم صل املت و تقول صل من اور وہ کیسی کچھ اور زیادہ ہے۔ اور متقین کیلئے
مزید ہ و انزلت الجنة للمتقين اس دن جنت قریب کیا جائیگی۔ دور نہیں ہے ہمیشہ
غیر بعید۔ یوم المخلود۔ یوم یسمعون کادن آواز بد کے سننے کا دن و اسی طور پر۔ وہ دن
الصیحة بالحق ہ ذالک یوم الخروج نکلنے کا ہے۔ جس دن کانپگی کا پنے والی زلزلہ لگے گی
یوم ترجف الراجفة تتبعها اس کے پیچھے آنی والی آئے گی۔
الرادفة ہ قلب یومئذ واجفة دیس اس دن دھڑکتے ہونگے۔ انھیں بھی
البصار ما خاشعہ یقولون ہونگی کھینکے کیا ہم پھر ایسے۔ الٹے پاؤں۔ جب
عنا المردودون فی الخافرة ہ عاذا ہو جائیگے ہم ہڈیاں گلی ہوئی۔ کہتے ہیں یہ اس وقت
کنا عظاما نخرہ ہ قالوا ملک اذا آنا ہے گھاٹے کا۔ بس سوا اس کے نہیں کہ وہ ایک دن
کرۃ خاسرۃ ہ فانما صی نرجرة ہے۔ بس جب وہ میدان میں رہیں گے۔
واحدا فاذا هم بالساصرة ہ پوچھنا قیامت کب (جواب) جب بجلی کی روشنی آنکھ
یسل ایان یوم القیمة ہ فاذا برقی تجھ پر آگے یا بجلی اور چاند گرہن ہو جائیگا۔ اور چاند اور سورج
البصرہ و خسف القمر و جمع الشمس

يَقُولُ الْإِنْسَانُ هَ يَوْمَئِذٍ آيِنَ الْمَقَرَّةِ
 كَلَّا لَا وَزَرَ هَ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ
 الْمُسْتَقَرَّةُ يُنْبِئُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ
 بِمَا قَدَّمَهُ وَآخِرَهُ
 وَجْهَ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرٌ
 وَوَجْهَ يَوْمَئِذٍ بَاصِرَةٌ هَ تَنْظُنَّ أَنْ
 يَفْعَلَ بِهَا خَافِرَةٌ هَ كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ
 النَّتَاقِي وَقِيلَ مَن رَّاقٍ هَ وَطُنَّ آتَنَهُ
 الْفِرَاقُ وَانْفَصَتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ
 إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ هَ

بجائے جائیگے۔ انسان کہیگا اس دن ابھانے کی جگہ کہاں
 ہو تیار ہو جائیں کوئی پناہ کی جگہ نہیں اس دن
 تیرے رکے پاس جائے۔ قرار رہیگی۔ اس دن ان
 معلوم کرایا جاگا۔ وہ اگلے کیا بیچا۔ اور پہلے کیا چھوڑا
 بعض چہرے اس دن تازہ رہیں گے اور اپنے رکے
 دیکھتے ہوئے۔ بعض چہرے اس دن اداس رہیں گے۔ گمان
 کرتے رہیں گے وہ نادار ہو جائیں گے۔ یعنی فقیر بن جائیں گے
 ہو تیار کوئی نہیں جب کلچر نہ کو آئیگا۔ آسویا رہیگی
 اکون بچا بیوہ۔ اور گمان کریں گے کہ وہ جدائی ہے
 اور ایک پنڈلی (ملاقات) دوسرے پنڈلی سے ٹکرائیگی
 اس دن تیرے رکے پاس کھینچے ہوئے آنا ہوگا۔

صديق و نیدار چن بسویشور

المترجم ۱۲ ربیع الاول بروز شنبہ ۱۳۶۱
 جی. ہنگ فو
 Oriental Press
 LITHO PRINTED IN CHINA

فہرست کتب دیندار انجمن

(پہلے کتب خانہ پٹی مکان نمبر ۸۰، حیدرآباد دکن)

تصانیف مولانا صدیق دیندار جن بسو شیور ضابطہ تیار

اس کتاب میں حضرت مولانا صدیق دیندار جن بسو شیور صاحب قبلہ نے پچیس آریہ ابدیک کے واضح و سوا س آریہ دعا و دعاویہ پانچ کاہنہ لائیل قاطعہ و براہین باہرہ رد کئے ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے وید اور قرآن کے صحیح مطالب پر آگاہی ہو جاتی ہے جس کو آریہ غلط تاویلات کے پردوں میں چھپانا چاہتے ہیں خصوصاً گوشت خور کہ جس کا ذکر وید میں کثرت سے آیا ہے اس پر بھی اس تصنیف میں کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس کتاب میں دیندار جن اودا ایشہ کے چنگوکیاں دربارہ سردار و دعا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کئے گئے ہیں ہندوؤں کے ان مقدس کتب میں آپ کا نام مبارک محمد زور احمد مذکور ہوا ہے اور آپ کے حالات مبارک کا بھی بیان ہے

یہ وہ کتاب ہے جن میں اسلام کے زندہ مذہب ہونی کا ثبوت ہے۔ اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ اسلام ہی ایک دین ہے جو ہر زمانہ میں انسانوں کی زندگی کا سامان فراہم کرتا ہے۔ یہ وہ تیلہ خان ہے جو دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتا۔

یہ وہ کتاب ہے جس کو ہندوستان کی مذہبی دنیا میں غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ یہ دو حصوں میں تقسیم ہے (۱) موجودہ کتب سماوی میں انجمنیت صلی اللہ علیہ وسلم کی شارات اور خصوصاً ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں وضاحت سے موجود ہیں (۲) مسند قربانی کا ڈیڑھ ہندو مسلم اتحاد دس میں اس بات کا ثبوت دیا گیا ہے کہ بزرگان ہندو نے گائے کی قربانی کی ہے۔ اب تک اس کتاب کی کوئی بار اشاعت ہو چکی ہے۔ یہ اس کی اشاعت پنجم ہے جس میں کچھ مضامین کا اضافہ ہوا ہے۔ قیمت ۴

تصنیف مولانا ایسے زمانہ میں جب کہ گاندھی جی نے تحریک ہر جہن کے ذریعہ دروازہ کھولا کہ ہندوؤں کے ہاتھ میں دے دیے (ہیں) دشمنوں کے ملنے والوں میں ضم کرنے کی درپردہ کوشش کی ہے۔ مولانا صدیق دیندار جن بسو شیور نے

نگینا

اس کتاب کی اشاعت سے قوم انگلیت پر ایک بڑا احسان کیلئے ہے۔ یعنی ہر اہم خی کے راز کو فاش کر کے آپ نے معقول دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ قوم انگلیت میں باوجود تیز رفتاری زان جو جزائیاتی اثرات کے اب بھی ان کے تمدنی ساقی تہذیب و غیرہ کے بنیادی اصول عربوں ہی کے مثالی ہیں بلکہ انوں اور انگلیت قوم کے اعتقادات رسم و رواج عادات و اطوار میں اتحاد پایا جاتا ہے۔ بلکہ ان کے رسم الخط میں بھی ام الماسد عربی کے رسم الخط کی مماثلت سے بحث کرتے یہ بتایا گیا ہے کہ موجودہ انقلاب ہند میں قوم انگلیت جو اقلیت میں ہے اپنی انفرادیت کو کوئی طرح باقی رکھ سکتی ہے۔

دیندار حسین بیوشور اسٹافٹ حضرت مولانا صدیق دیندار جن بیوشور صاحب قبلہ آج سے تقریباً سو سال پیشہ بزرگان اور اپنی قوم کو یہ ہدایت دی ہے کہ اس کے ساتھ جو بائیں اور مذہب اسلام قبول کر لیں۔ یہ جنگلیاں بارہ ہزار نفرت میں ہیں۔ ۱۹۶۱ء میں و آسان کے نشانات ہیں جن میں سے اکثر لفظ بہ لفظ پوری معنی میں اور دیندار جن بیوشور کے نشانات ہیں جو کل کے کل حضرت مولانا صدیق دیندار جن بیوشور صاحب قبلہ میں پائے جاتے ہیں اس کتاب میں مختصر مگر جامع طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ہندوستان کے ہر انسان کے لئے عالمی از فائدہ نہ ہو گا۔ قیمت ۱۰/-

جامع البحرین یہ علم تصوف میں ایک ہی کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے اس دعوت کا مدلی جواب دیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں تصوف نہیں فلسفہ ہند کے شک ان کے اصلی رسم الخط میں دے گئے ہیں اور یہ ثبوت

دیا گیا ہے کہ تصوف اسلام مکمل علم ہے اس میں ہندو مسل اتحاد کے تمام اباب جمع ہیں قیمت ۵/-
خلافتِ مُبشرہ آزادی ہند کا سامن ہندو مسلم اتحاد ہے حقیقی ہندو مسلم اتحاد کا فارمولہ آپ اس کتاب سے معلوم فرما سکتے ہیں۔ قیمت (۸/-)

پیامِ خلافت سیاسی جماعتوں کے مختلف مقاصد نے آزادی ہند میں مشکلات پیدا کر دی۔ یہ انائی فرسار ہے کہ سیاسی جماعت کے مقاصد کے حصول کا متحدہ مرکز دریافت کرے یہ ایکو اس کتاب سے معلوم ہوگا قیمت (۸/-)
اسلام ہی امن کا ضامن ہے اس کتاب میں یہ ثبوت دیا گیا ہے کہ مذہب اسلام کے اصول ہی عالم انسانیت میں امن کا باعث ہو سکتے ہیں جن کا عملی ثبوت مسلمانوں کی تاریخ طے قیمت ۲/-

قواعدِ عرب مسلمانوں میں عسکری تنظیم دیکر ملکی و ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے یہ رسالہ لکھا گیا ہے اس میں مدہ تمام قواعد اور ادارہ موجود ہیں جن کا ایک باہری کو بآسانہ نہ دے۔ یہ رسالہ پانچ حصوں پر مشتمل ہے (۱) ادارہ

صف بندی میں (۲) ادارہ حرکت میں (۳) بندوبست کے استعمال میں وہم انگین یا غوار کے استعمال میں (۴) میدانی جنگ کے اشاروں میں قیمت ۱۰/-
انسان کی آخرت دور یہ۔ ہدایت نامہ نمبر ۱۲۰ آزادی سنان تحریک کا جواب نمبر ۱۲۰ شہید نمبر ۱۲۰ راز حیات ہر کلید کا مانی ۲۰ جز اول قرآن کریم کسر لیس ۸۰ جز قرآن کریم صد عربی ۱۲۰ ہندو مسلم یو ۱۲۰ تہذیب و تمدن حضرت عبداللہ علیہ السلام

بیتِ رسالت

